# اخبار الرایہ

# شمارنمبر612

(12-اگست-2026)

(عربی سے ترجمہ)


سوڈان میں جنگ کے المیے: حقیقت اور حل ........................................ 2
عراق اور ایران نواز دھڑوں کا انجام ........................................ 5
ایغاد تنظیم اور سوڈان میں اس کا مکروہ کردار ........................................ 14
خود مختاری تحفے میں نہیں ملتی اور غیرت خریدی نہیں جاسکتی ........................................ 16
مسجدیں جلائی جا رہی ہیں اور مسلمان قتل کیے جا رہے ہیں اور ہماری افواج ٹس سے مس نہیں ہو رہیں! ........................................ 17
مراکشی نوجوانوں کی سبتہ اور ملیلیہ کی جانب اجتماعی ہجرت کے المیے کا ایک جائزہ ........................................ 18
سیسی خالی کارتوسوں جیسے پیغامات کے ساتھ جولائی کے انقلاب کی یاد تازہ کر رہا ہے ........................................ 22
دنیا اور آخرت کا ثواب اس کا انتظار کر رہے ہیں جو پکار پر لبیک کہے ........................................ 26
25 جولائی جدید ریاست کی ناکامی کا ایک واضح مظہر ........................................ 27
ہجرت اور موت کے قافلے۔۔۔ حکمرانوں کی پیشانی پر بدنامی کا داغ ........................................ 28
وسطی ایشیا پلس آذربائیجان کونسل کے مقاصد ........................................ 29
بحرانوں کی تند و تیز ہوائیں خطۂ کردستان کو جھنجھوڑ رہی ہیں تو پھر نجات اور خلاصی کی راہ کیا ہے؟ ........................................ 32
حزب التحریر / ولایہ سوڈان کے وفود معززین اور قبائلی سرداروں سے ملاقاتیں کر رہے ہیں ........................................ 35
ہمارا آج کا حال تکلیف دہ اور افسوس ناک ہے اور اسے بدلنے کا راستہ بالکل واضح اور روشن ہے ........................................ 38
آل سعود کی مملکت کی قیادت میں ایک مشکوک اتحاد ........................................ 39


اے امتِ اسلام! یہود نے بہت بڑی سرکشی اختیار کر رکھی ہے، اور دیکھو! وہ آپ سب کی آنکھوں کے سامنے اور کانوں کے سنتے ہوئے، آواز اور تصویر کے ساتھ، مغربی کنارے، غزہ اور قدس میں ارضِ مبارک کے باسیوں کے خلاف وحشیانہ قتلِ عام اور بھیانک جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں، اور ان پر محاصرہ اور گھیرا سخت کر دیا گیا ہے، اور ان جرائم کی وجہ سے آنکھیں پتھرا گئی ہیں اور دل حلق کو آ پہنچے ہیں، تو آخر کب تک آپ لوگ خاموش رہیں گے اور انہیں یوں بے یار و مددگار چھوڑے رکھیں گے؟! کیا آپ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ کے نبی ﷺ کی جائے معراج (مسجدِ اقصیٰ) کو ڈھا دیا جائے اور اس کی جگہ ان کا خود ساختہ ہیکل تعمیر کر دیا جائے؟! کیا آپ اس انتظار میں ہیں کہ ارضِ مبارک کے تمام باسیوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا جائے؟! یا آپ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ یہودی انہیں وہاں سے زبردستی بے دخل کرنے کے اپنے منصوبے کو نافذ کرنے میں کامیاب ہو جائیں؟!

ادار یہ

# سوڈان میں جنگ کے المیے: حقیقت اور حل

تحریر: استاد ناصر رضا

(ترجمہ)

سوڈان میں جاری جنگ، اقوامِ متحدہ اور اس کے اداروں کے بیان کردہ دنیا کے سب سے بڑے انسانی المیے کے طور پر، اپنے چوتھے سال کے چوتھے مہینے میں داخل ہو رہی ہے۔ اس جنگ نے اب تک 40 ہزار سے زائد افراد کی جانیں لے لی ہیں، لاکھوں کو زخمی اور معذور کیا ہے، اور لاکھوں کو ہجرت پر مجبور کر کے ان کے گھروں سے نکال دیا ہے۔ 'مسلح تصادم کے مقامات اور واقعات کے ڈیٹا پروجیکٹ' (ACLED) کی رپورٹوں کے مطابق، ان میں سے تقریباً 1 کروڑ 20 لاکھ افراد اندرونِ ملک ہی بے گھر ہیں، جبکہ 45 لاکھ افراد نے پڑوسی ممالک میں پناہ لے رکھی ہے۔ دوسری طرف، بین الاقوامی تنظیم برائے مہاجرت کی اپریل 2026ء کی رپورٹ کے مطابق، اندرونِ ملک بے گھر ہونے والے افراد میں سے 30 لاکھ اور پڑوسی ممالک سے تقریباً 6 لاکھ پناہ گزین اپنے گھروں کو واپس لوٹ چکے ہیں۔ اس کے اثرات معاشی زندگی پر بھی پڑے، جہاں بیروزگاری کی شرح جنگ سے پہلے کے 32 فیصد کے مقابلے میں بڑھ کر 80 فیصد ہو گئی ہے، اور بین الاقوامی ادارہ محنت (ILO) کی رپورٹوں کے مطابق، اس دوران 50 لاکھ افراد اپنی ذاتی آمدنی کے ذریعے سے محروم ہو چکے ہیں۔

اقوامِ متحدہ کے ادارہ برائے خوراک وزراعت (ایف اے او) کی اپریل 2026ء کی رپورٹ کے مطابق، 30 سے 60 لاکھ کے درمیان لوگ انتہائی سخت ترین قرار دیے جانے والے مصائب اور نامساعد حالات کا شکار ہیں، اور غلے کی پیداوار میں 22 فیصد تک گراوٹ آئی ہے۔

اسی تاریخ کو اقوامِ متحدہ کے بچوں کے فنڈ (یونیسیف) کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 42 لاکھ بچوں کو شدید غذائی قلت کا سامنا ہے، جن میں سے 8 لاکھ 25 ہزار بچے علاج معالجے کے بغیر انتہائی جان لیوا حالت میں ہیں۔

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) کی اپریل 2026ء کی رپورٹ کے مطابق، 2 کروڑ 10 لاکھ سے زائد لوگ صحت کی خدمات کے محتاج ہیں، اور ابھی تک 37 فیصد طبی مراکز غیر فعال ہیں جنہیں 217 سے زائد مرتبہ حملوں کا نشانہ بنایا جا چکا ہے۔

ان حملوں کے نتیجے میں 2,052 طبی ماہرین اور ملازمین جاں بحق جبکہ 810 زخمی ہوئے۔ اس کے علاوہ ہسپتالوں کی عمارتوں کو لوٹا اور تباہ کیا گیا جن میں 60 فیصد فارمیسیاں اور ادویات کے گودام بھی شامل ہیں، اور 3,493 صنعتی تنصیبات کو بھی تباہی اور لوٹ مار کا سامنا کرنا پڑا ہے جو کہ ملک کے مجموعی صنعتی شعبے کا 90 فیصد بنتا ہے۔

جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے، تو جنگ نے 1 کروڑ 70 لاکھ طلبہ کو تعلیمی عمل سے باہر کر دیا ہے، جن میں سے 80 لاکھ بچے ایسے ہیں جو دنیا کے بدترین تعلیمی بحرانوں میں سے ایک کے باعث اپنے حقِ تعلیم سے محروم ہو چکے ہیں، جیسا کہ یونیسیف کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے۔ کیونکہ تمام اسکول اور یونیورسٹیاں یا تو تباہ و برباد اور لوٹ لی گئی ہیں، یا پھر انہیں پناہ گزینوں کے کیمپوں اور عسکری چھاؤنیوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ 'الجزیرہ نیٹ' کی ایک رپورٹ کے مطابق، ریاستِ خرطوم میں تقریباً 120 یونیورسٹیاں اور یونیورسٹی کالجز لوٹ مار اور تباہی کا شکار ہوئے ہیں، جبکہ دیگر ریاستوں میں بھی چھ یونیورسٹیاں متاثر ہوئیں جن میں سے چار دارفور میں واقع ہیں۔

سوڈان کی سماجی امور کی وزیر نے 'فرانس پریس' (AFP) کو دیے گئے ایک بیان میں کہا ہے کہ وزارت نے اکتوبر 2025ء تک عصمت دری کے 1,800 واقعات درج کیے ہیں، جن میں دارفور اور کردفان کے علاقے شامل نہیں ہیں! جبکہ سرکاری رپورٹوں میں یہ اشارہ بھی کیا گیا ہے کہ اس درندگی کا نشانہ بننے والوں میں ایک سال تک کے معصوم بچے بھی شامل ہیں!! اس کے علاوہ خواتین اور بچوں کو جنگی قیدی (لونڈیاں اور غلام) بنانے کے واقعات بھی ریکارڈ کیے گئے ہیں جنہیں پڑوسی ممالک میں فروخت کیا گیا۔ اقوامِ متحدہ کے دفتر برائے ہم آہنگیِ انسانی امور (OCHA) کے مطابق اپریل 2026ء میں سوڈان میں 3 کروڑ 37 لاکھ افراد کو انسانی امداد کی ضرورت ہے، یعنی (ہر تین میں سے دو افراد)، جو اسے دنیا کا سب سے بڑا انسانی بحران بناتا ہے۔

جہاں تک سکیورٹی اور سیاسی سطح کا تعلق ہے، تو امریکہ —جس نے اپنے دو مہروں البرہان اور حمیدتی کے درمیان یہ جنگ بھڑکائی ہے— اس بات کا حریص نظر آتا ہے کہ یہ جنگ 'فورتھ جنریشن وارفیئر' (چوتھی نسل کی جنگ) کے طرز پر جاری رہے، جہاں وہ ایک علاقے میں آگ بجھاتا ہے تو دوسرے میں سلگا دیتا ہے، جیسا کہ گندی جنگوں کے گاڈ فادر میکس مینوارنگ نے کہا تھا: "ہم بحران کا انتظام چلاتے ہیں، اس کا حل پیش نہیں کرتے" تاکہ ریاست کو بتدریج کمزور اور کھوکھلا کرنے کا ان کا مقصد پورا ہو جائے؛ چنانچہ نہ تو اس جنگ کا عسکری طور پر خاتمہ کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے سیاسی حل پیش کیے جاتے ہیں، بلکہ وہ حیلے بہانوں سے کام لیتا ہے تاکہ خطہ دارفور کو الگ کر کے اور باقی ملک کو تقسیم کر کے ملک میں اپنے مفادات حاصل کر لے۔ اس کا مظاہرہ سوڈانی وزارتِ خارجہ کی جانب سے جنوبی سوڈان کے اس اقدام کی

مبارکباد دینے سے واضح ہوا جس کے تحت اس نے 'ابیی' کے علاقے کو اپنے انتخابی حلقوں میں شامل کر لیا، اور جنوبی سوڈان کو ریپڈ سپورٹ فورسز (قوات الدعم السریع) کی مدد کرنے کے الزام سے بری کر دیا، بجائے اس کے کہ وہ اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتی۔

ہم اپنے ملکوں میں امریکہ اور مغربی ممالک کے اس تماشے کو نہیں روک سکتے، اور نہ ہی مسلمانوں کے درمیان تفرقے اور انتشار کے بیجوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں، سوائے اس کے کہ ہم اسلام کے عقیدے اور اس کے احکام کی طرف رجوع کریں؛ کیونکہ عقیدہ ہی ہمیں متحد کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (بلاشبہ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں)[سورۃ الحجرات: آیت 10]۔ اور اسلام کے احکام ہم پر کافروں کی سرپرستی (موالات) اور امت کے مسائل پر ان کے تسلط کو حرام ٹھہراتے ہیں، اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک امت اپنی غصب شدہ حاکمیت (سلطان) کو واپس حاصل نہ کرلے، تاکہ وہ ایک ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کرے جو اس میں دین کو عقیدے اور شریعت کے طور پر نافذ کرے، یعنی نبوت کے نقشِ قدم پر قائم خلافتِ راشدہ کی ریاست میں۔

**ولایہ سودان میں حزب التحریر کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے سربراہ**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال کا جواب

# عراق اور ایران نواز دھڑوں کا انجام

(ترجمہ)

**سوال:**

الشرق الاوسط نے 2026/8/4ء کو اپنی ویب سائٹ پر شائع کیا: ("عراقی حکومت خود کو ایک انتہائی حساس صورتحال کے سامنے پاتی ہے، اور وہ واشنگٹن کی جانب سے دھڑوں کو غیر مسلح کرنے کے مطالبات اور عراقی سیاسی، سیکیورٹی اور اقتصادی اداروں کے اندر سرایت کر جانے والے ایرانی اثر و رسوخ کے درمیان سیاسی اور سیکیورٹی مفلوج حالت میں جی رہی ہے... اور حشد شعبی کے ادارے نے 2026/7/29ء کو اعلان کیا تھا کہ متعدد عراقی صوبوں میں حشد کے سرکاری ہیڈ کوارٹرز کو نشانہ بنانے والے امریکی اور سعودی لڑاکا طیاروں کے حملوں کے نتیجے میں حشد کے کم از کم 20 اہلکار ہلاک اور 32 دیگر زخمی ہوئے ہیں... الشرق الاوسط، 2026/8/4ء")۔ اور ("امریکہ اور سعودی عرب نے عراق میں ایران کی حمایت یافتہ ملیشیا کے ٹھکانوں پر مشترکہ حملہ کیا ہے... الحرہ، 2026/7/31ء")، اور یہ کارروائی وزیر اعظم علی فالح الزیدی کے امریکہ کے سرکاری دورے سے واپسی کے بعد کی گئی! تو اس وقت ان سب کے پیچھے کیا ہے؟ اور کیا عراق پر امریکہ کی گرفت اس سے بھی زیادہ مضبوط ہو گئی ہے جتنی پہلے تھی؟

**جواب:**

ان سوالات کے بارے میں تصویر کو واضح کرنے کے لیے ہم مندرجہ ذیل امور کا جائزہ لیتے ہیں:

1- صدام حسین کے عراق پر امریکی قبضے کے ذریعے امریکہ نے عراقی حکومت/بعث پارٹی کی حکومت اور اس کے پشت پناہوں یعنی پورے خطے میں برطانوی اثر و رسوخ کو ایک کاری ضرب لگائی تھی، لیکن برطانوی اثر و رسوخ سعودی پھیپھڑوں کے ذریعے سانس لیتا رہا۔ سابق سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل نے عراق میں امریکی پالیسی پر کھل کر تنقید کی تھی اور کہا تھا کہ عراق میں جن علاقوں پر امریکہ قبضہ کر رہا ہے، وہ انہیں ایران کے حوالے کر رہا ہے۔ لیکن 2015ء

میں برطانیہ کے آلہ کار شاہ عبداللہ کی وفات اور سعودی عرب میں امریکی آلہ کاروں سلمان اور اس کے بیٹے محمد کے برسرِ اقتدار آنے سے امریکہ نے خطے میں برطانوی اثر و رسوخ کو آخری کاری ضرب لگائی، کیونکہ اب انگریزوں کے لیے صرف خلیج کی چھوٹی ریاستیں اور اردن ہی باقی رہ گئے ہیں، اور یہ سب ایسی چھوٹی ریاستیں ہیں جو امریکی اثر و رسوخ کی مخالفت کرنے کی کوئی طاقت یا سکت نہیں رکھتیں، بلکہ وہ خلل ڈالنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتیں! اور اس طرح امریکہ خطے میں اصل اثر و رسوخ کا مالک بن گیا۔

2- دہشت گردی کے بہانے اسلام کے خلاف اپنی جنگ میں امریکی پالیسی کا یہ تقاضا تھا کہ اسلامی خطے کو فرقہ وارانہ بنیادوں پر تقسیم کیا جائے، اور اسی پالیسی کے تحت ایران کو دوسرے فرقہ وارانہ مرکز یعنی سعودی عرب کے مدمقابل ایک فرقہ وارانہ مرکز بنا دیا گیا۔ اس پالیسی کا ایک تقاضا خطے میں ایران کے کردار کو وسعت دینا بھی تھا، جس میں امریکی قبضے کے سائے تلے عراق میں داخل ہونا اور وہاں "اثر و رسوخ" قائم کرنا شامل تھا، اور ساتھ ہی یمن اور لبنان میں فرقہ وارانہ گروہوں کے ذریعے اس کا اثر و رسوخ اور شام وغیرہ تک اس کا فرقہ وارانہ پھیلاؤ بھی شامل تھا، اور امریکہ کو اس ایرانی کردار کی شدید ضرورت رہی۔

3- شام میں ایران سے متعلق امریکی ضرورت کے خاتمے کے ساتھ ہی ایران کا وہ کردار بھی ختم ہو گیا جو امریکی پالیسی نے اس کے لیے طے کیا تھا، اور اب اس سے پیچھے ہٹنے کا مطالبہ کیا جانے لگا۔ چنانچہ ایران نے واقعی شام سے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا اور اپنی افواج فوری طور پر واپس بلا لیں، اور لبنان میں اپنی پارٹی کے رہنماؤں کے قتل کے باوجود اس نے یہودی وجود کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا، لیکن اس نے اپنے جوہری پروگرام کے حوالے سے پیچھے ہٹنے سے انکار کر دیا۔ اس طرح 2025ء میں اس کے خلاف یہودی وجود کی جنگ ہوئی، تو اس نے خود کو ندامت سے ہونٹ چباتے پایا کہ وہ اس دن کیوں نہ لڑا جب سفید بیل کھایا گیا تھا (یعنی دشمن کو ابتدا ہی میں نہ روکا گیا تھا)، یعنی 7 اکتوبر 2023ء کے واقعات کے فوری بعد، بلکہ اس نے لبنان میں اپنی پارٹی کے کردار پر ہی اکتفا کیا... چنانچہ وہ جنگ، 2025ء، اور اس کے بعد امریکہ کی قیادت میں ہونے والے دیگر راؤنڈز جس میں اس کا قریبی یہودی وجود بھی ساتھ تھا، خطے میں ایرانی کردار کو ختم کرنے کی پالیسی کی عکاسی کرتے تھے، اور تہران نواز عراقی گروہوں نے اس کے ساتھ مل کر لڑنا شروع کر دیا اور عراق یا خلیج کے بعض ممالک میں امریکی اہداف پر راکٹ اور ڈرون فائر کیے۔ یہاں امریکہ نے ٹرمپ انتظامیہ کی نئی پالیسی کے تحت عراق میں ایرانی کردار کو ختم کرنے پر اصرار کیا تاکہ ایران کا درجہ کم کر کے اسے ایک تابع ریاست بنا دیا

جائے اور اگر ممکن ہو تو اس کے علاقائی کردار کو سکیڑ دیا جائے... چنانچہ آج عراق میں سیاسی پیش رفت کا محرک عراق میں ایرانی اثر ورسوخ کو ختم کرنے کی ٹرمپ کی پالیسی ہے۔

4- پس امریکہ جس نے 2003ء میں عراق پر قبضہ کیا تھا اور وہاں کے سیاسی نظام کو فرقہ وارانہ بنیادوں پر استوار کر کے ایران کو اس پر بڑا اثر ورسوخ فراہم کیا تھا، وہ آج اس صورتحال کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ وہ عراقی حکومتوں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خود کو ایک عرب ریاست کے طور پر دوبارہ ترتیب دیں نہ کہ ایک فرقہ وارانہ ریاست کے طور پر، یعنی ایران سے اپنے تعلقات منقطع کریں اور خلیجی ممالک اور باقی عرب ریاستوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو دوبارہ معمول پر لائیں۔ یہ سب عراق میں ایران کے اثر ورسوخ کے خلاف جنگ یا اس کے وجود کے خاتمے کے سلسلے میں ہے، چنانچہ اس نے عراق کو فراہم کی جانے والی ایرانی گیس پر پابندیاں لگانا شروع کر دیں اور بغداد سے مطالبہ کیا کہ وہ اس گیس کے لیے غیر ایرانی متبادل تلاش کرے۔ اور جب عراق کا متبادل ترکمانستان کی گیس بنی جس کا ایران سے گزرنا ضروری تھا تو امریکہ نے اسے مسترد کر دیا، اور عراق کی جانب سے ایران سے بجلی کی درآمد کو بھی مسترد کر دیا: ("امریکہ نے پابندیوں سے حاصل وہ استثنیٰ ختم کر دیا ہے جو عراق کو پڑوسی ملک ایران سے بجلی خریدنے کی اجازت دیتا تھا، اور یہ فیصلہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی تہران پر 'شدید ترین دباؤ' ڈالنے کی پالیسی کے تحت کیا گیا ہے۔ الجزیرہ نیٹ، 2025/3/9ء")۔ اور اس سے قبل امریکہ کسی بھی ایسے عراقی ادارے پر پابندیاں عائد کرتا رہا ہے جو ایران کے ساتھ ڈالر میں لین دین کرتا تھا: ("وال اسٹریٹ جرنل نے آج بدھ کو امریکی حکام کے حوالے سے رپورٹ دی ہے کہ امریکہ نے 14 عراقی بینکوں پر ڈالر میں لین دین کرنے پر پابندی لگا دی ہے۔ اخبار کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ امریکی محکمہ خزانہ اور فیڈرل ریزرو بینک آف نیویارک کی جانب سے عائد کردہ یہ پابندی ایران کو امریکی کرنسی کی منتقلی کے خلاف ایک جامع کریک ڈاؤن کا حصہ ہے۔ القدس العربی، 2023/7/19ء")۔

5- اور دوسری طرف، امریکہ عراقی حکومت سے ایران نواز گروہوں پر گھیرا تنگ کرنے اور انہیں حکومت سے دور رکھنے کا مطالبہ کر رہا ہے: ("ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ امریکہ نے سینئر عراقی سیاست دانوں کو دھمکی دی ہے کہ اگر آئندہ عراقی حکومت میں ایران کی حمایت یافتہ مسلح گروہوں کو شامل کیا گیا تو خود عراقی ریاست پر پابندیاں لگائی جا سکتی ہیں، جس میں نیویارک کے فیڈرل ریزرو بینک میں جمع ہونے والے تیل کے محصولات کی صورت میں اس کی سب سے اہم مالیاتی شہ رگ کو نشانہ بنانا بھی شامل ہے۔ رائٹرز سے گفتگو کرنے والے 4 ذرائع کے مطابق، یہ انتباہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی عراق کے اندر ایران سے وابستہ گروہوں کے اثر ورسوخ کو کم کرنے کی مہم کی اب تک کی سب سے سخت ترین

مثالوں میں سے ایک ہے۔ اسکائی نیوز عربیہ، 2026/1/23ء")۔ اور عراقی حکومت کے امریکی ہدایات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی نشاندہی کرنے والے ایک مؤقف میں، حکومت نے اعلان کیا کہ وہ ایران کے خلاف جاری جنگ میں غیر جانبدار رہے گی، اور اس غیر جانبداری کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایران کے ساتھ کھڑی نہیں ہے، ورنہ امریکی فوج عراقی سرزمین کو ایران پر حملے کرنے اور عراق میں ایران نواز گروہوں پر ضرب لگانے کے لیے استعمال کر رہی ہے، اور ساتھ ہی یہودی وجود کو فوجی اڈے قائم کرنے کی ترغیب دے رہی ہے جس کا انکشاف بعض اخبارات نے کیا ہے: ("عراقی سرزمین پر اسرائیلی اڈے کی موجودگی کے بارے میں گذشتہ رپورٹس کے بعد، 'نیویارک ٹائمز' کی ایک رپورٹ میں انکشاف ہوا ہے کہ اسرائیل نے مغربی عراق کے صحرا میں دوسرا خفیہ فوجی اڈہ قائم کیا ہے۔ ڈوئچے ویلے جرمنی، 2026/5/18ء")۔

6- پھر امریکہ نے اس بات میں کھلم کھلا مداخلت کرنا شروع کر دی کہ حکومت کا سربراہ کون بنے گا۔ باوجود اس کے کہ المالکی امریکہ کا ایک مخلص ایجنٹ تھا اور اس نے قبضے کے دوران سخت امریکی گرفت کے ساتھ عراق پر حکومت کی تھی، لیکن ٹرمپ انتظامیہ نے عراقی وزیر اعظم کے طور پر اس کے دوبارہ انتخاب کی علانیہ مخالفت کی۔ ٹرمپ نے کہا: ("مالکی کے 'سابقہ' دور حکومت میں ملک غربت اور شدید افراتفری کی دلدل میں دھنس گیا۔ اس کی جنونی پالیسیوں اور پاگل پن پر مبنی آئیڈیالوجی کی وجہ سے ایسا دوبارہ نہیں ہونا چاہیے، اگر وہ منتخب ہوا تو امریکہ عراق کو کوئی امداد فراہم نہیں کرے گا۔ اسکائی نیوز عربیہ، 2026/1/29ء")۔ (اور عراقی پارلیمنٹ میں سب سے بڑے سیاسی بلاک نے المالکی کو حکومت کی قیادت سنبھالنے کے لیے نامزد کیا تھا۔ العربیہ، 2026/2/14ء)۔ ٹرمپ کے اصرار کے سامنے عراقیوں کے ساتھ المالکی کا احتجاج بھی کوئی کام نہ آسکا: ("امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی دھمکیوں کے جواب میں، عراق کے سابق وزیر اعظم نوری المالکی نے بدھ کے روز 'عراق کے اندرونی معاملات میں کھلی امریکی مداخلت' کو مسترد کرتے ہوئے اسے اپنے ملک کی 'خود مختاری کی خلاف ورزی' قرار دیا... اور ٹرمپ کے بیانات کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے، سیکڑوں افراد نے بغداد میں گرین زون کے قریب مظاہرہ کیا جہاں امریکی سفارت خانہ واقع ہے۔ فرانس 24، 2026/1/28ء")۔ اس طرح ٹرمپ کے بیانات نے بغیر کسی شک و شبہ کے یہ حقیقت بے نقاب کر دی کہ امریکہ اپنے ایجنٹ ممالک اور اپنے ایجنٹوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے، اور واقعی المالکی کو خارج کر دیا گیا اور 2026/4/27ء کو ایک ایسی شخصیت کو نامزد کیا گیا جسے امریکہ قبول کرتا تھا، یعنی علی الزیدی۔ یہ واقعہ اس بات کو آشکار کرتا ہے کہ عراق میں ایرانی اثر و رسوخ

انتہائی کمزور ہے، بلکہ یہ اثر ورسوخ کے درجے تک بھی نہیں پہنچتا، بلکہ یہ تو عراق میں امریکہ کی طرف سے ایران کو راستہ دینے اور اسے سہولتیں فراہم کرنے کا نتیجہ تھا تاکہ وہ اپنی پالیسیوں پر عمل درآمد کر سکے۔

7- اور جب امریکہ نے اس کردار کو ختم کرنا چاہا، تو اس نے عراقی حکومت سے ان گروہوں کو غیر مسلح کرنے کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے آخری تاریخیں مقرر کرنے کا تقاضا کیا، بالکل اسی طرح جیسے وہ لبنان سے حزبِ ایرانِ لبنان کے خلاف مطالبہ کر رہا ہے۔ چنانچہ واقعی دو عراقی گروہوں نے ہتھیار ڈالنے پر اتفاق کیا: ("...جون کے اوائل میں، عراقی شیعہ رہنما مقتدیٰ الصدر کے وفادار عسکریت پسند 'سرایا السلام' کے جنگجو عراقی حکومت کو اپنے ہتھیار سونپنے کے لیے سامراء شہر میں جمع ہوئے۔ ہتھیار ڈالنے کا یہ عمل 'حشد شعبی' سے اس گروپ کی علیحدگی کی نمائندگی کرتا ہے، جو ایک طاقتور اتحاد ہے جس میں زیادہ تر شیعہ ملیشیائیں شامل ہیں، اور وہ بیک وقت عراقی ریاست کے اندر اور باہر کام کرتا ہے۔ 'سرایا السلام' سے وابستہ ہزاروں جنگجو اس اتحاد سے دستبردار ہونے والے پہلے جنگجو تھے، اور وہ آخری نہیں تھے: ایک اور طاقتور ملیشیا 'عصائب اہل الحق' نے بھی اعلان کیا کہ وہ بھی 'حشد شعبی' سے علیحدگی اختیار کر لے گی... اگرچہ اب بھی ایران کی حمایت یافتہ کئی نمایاں ملیشیائیں عراق اور وسیع تر خطے میں تہران کے مفادات کے تحفظ کے لیے مضبوطی سے ڈٹی ہوئی ہیں۔ لیکن 'حشد شعبی' کی یہ تقسیم ایران کے لیے ایک حقیقی دھچکا ہے۔ انڈیپنڈنٹ عربیہ، 12/7/2026ء")۔ اور حکومت نے ہتھیار سونپنے کی آخری تاریخ مقرر کر دی: ("عراقی وزیر اعظم علی الزیدی نے منگل کے روز کہا کہ ان کا ملک آئندہ ستمبر کے آخر کے بعد کسی بھی فریق کو ریاست کے دائرہ کار سے باہر ہتھیار لے جانے کی اجازت نہیں دے گا۔ الزیدی نے وائٹ ہاؤس میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ سے ملاقات کے دوران اس بات پر زور دیا کہ ان کی حکومت کا طریقہ کار ہتھیاروں کو صرف سرکاری اداروں کے ہاتھ میں محدود کرنے پر مبنی ہے۔ اسکائی نیوز عربیہ، 14/7/2026ء")۔ چنانچہ آج عراق میں ہونے والی سیاسی پیش رفت عراق میں ایران کے سابقہ کردار کو ختم کرنے اور وہاں اس کے اثر ورسوخ کو ختم کرنے کی امریکی پالیسی سے جڑی ہوئی ہے۔ اور اس سلسلے میں امریکہ کی کامیابی نہ صرف عراق پر فوجی اور سیاسی دباؤ کی حد تک بلکہ مالیاتی صورتحال میں بھی بہت بڑی دکھائی دیتی ہے، کیونکہ عراقی تیل کا پیسہ امریکی وزارتِ خزانہ کے ایک اکاؤنٹ میں منتقل کیا جاتا ہے، اس لیے عراق میں برسرِ اقتدار حکومت امریکی وزارتِ خزانہ کی اجازت کے بغیر اپنے ملازمین کو تنخواہیں تک ادا نہیں کر سکتی!

8- اب ایک مسئلہ باقی رہ گیا ہے، اور وہ ہے عراق میں کرپشن اور کرپٹ لوگوں کو بے نقاب کرنے کی مہم۔ یہ مہم عراق میں ایران سے وابستہ افراد کے خلاف ہی شروع کی گئی ہے تاکہ انہیں اس کے ذریعے دھمکایا جا سکے۔ اگرچہ یہ مہم

دوسروں تک بھی پہنچی ہے، کیونکہ عراقی نظام جسے امریکہ نے خطے میں جمہوریت کا ماڈل بنانے کے لیے تیار کیا تھا، وہ سر سے پاؤں تک کرپشن میں ڈوبا ہوا ہے، اور یہ ان تمام حکومتوں میں سب سے زیادہ کرپٹ ہے: ("عراقی حکومت نے اپنے تازہ ترین بیانات میں کہا ہے کہ اس نے اب تک مالی اور انتظامی بدعنوانی کے معاملات میں ملوث ہونے کے الزام میں 21 حکام کو گرفتار کیا ہے، جبکہ دیگر مطلوبہ افراد کی ایک تعداد ابھی تک قانون کی نظروں سے اوجھل ہے،...، اور عراقی وزیر اعظم علی الزیدی نے کابینہ کے اجلاس کے دوران اس بات پر زور دیا کہ حکومت بدعنوانی کے خاتمے اور عوامی دولت کی واپسی کے لیے پرعزم ہے،...، ماہر اقتصادیات عبدالرحمن المشھدانی نے 'الجزیرہ نیٹ' سے گفتگو کرتے ہوئے عراق میں مالی اور سیاسی بدعنوانی کی اقتصادی لاگت کا تخمینہ ایک ٹریلین ڈالر سے زیادہ لگایا ہے، انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ لوٹی گئی رقم کا ایک بڑا حصہ بیرونی معیشتوں میں ضم ہو چکا ہے۔ الجزیرہ نیٹ، 2026/7/3ء")۔

9- اور اس طرح، عراقی صدر کی جانب سے علی الزیدی کو وزیر اعظم نامزد کرنے کے بعد، 'الشرق' چینل کے مطابق 2026/5/10ء کو امریکی مطالبات کی فہرست میں عراقی حکومت سے ایرانی اثر ورسوخ کو دور کرنے کے لیے عملی اقدامات کرنا اور مسلح دھڑوں کو غیر مسلح کرنا شامل تھا۔ اور واقعی الزیدی نے امریکی مطالبات پر عمل درآمد شروع کر دیا: ("عراقی وزیر اعظم علی الزیدی کی جانب سے امریکی ایلچی ٹام براک سے ملاقات کے بعد اور واشنگٹن کے اپنے متوقع دورے سے قبل حساس سیکیورٹی اور اقتصادی اداروں میں بڑے پیمانے پر برطرفیوں اور تبدیلیوں نے یہ بحث چھیڑ دی ہے کہ آیا ان کے 'اقدامات' ریاست کی رٹ بحال کرنے کا ایک قدم ہیں یا ان دباؤ کا جواب ہیں جن کا مقصد ایران کے قریبی دھڑوں کے اثر ورسوخ کو نشانہ بنانا ہے۔ الجزیرہ نیٹ، 2026/6/19ء")۔ اس کے بعد عراق میں سیاسی پیش رفت تیز ہو گئی: ("عراقی دارالحکومت بغداد نے 'گرین زون' میں ایک بے مثال سیکیورٹی آپریشن دیکھا؛ جہاں عراقی ایلیٹ فورسز نے وزیر اعظم علی الزیدی کے حکم پر بدعنوانی کے الزامات کے تحت 12 موجودہ ارکانِ پارلیمنٹ سمیت 47 حکام کو حراست میں لے لیا۔ اس مہم نے امریکی پابندیوں کا سامنا کرنے والے وزارتِ پیٹرولیم کے انڈر سیکرٹری علی معارج کو بھی ان کے عہدے سے ہٹا دیا۔ بی بی سی، 2026/6/30ء")۔

10- اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عراق میں سیاسی اثر ورسوخ خالصتاً امریکی اثر ورسوخ ہے۔ امریکہ نے "کوآرڈینیشن فریم ورک" کی جانب سے نوری المالکی کی نامزدگی کو مسترد کر دیا تھا، جسے ایران نواز قرار دیا جاتا ہے، اور ان پر علی الزیدی کو نامزد کرنے کے لیے دباؤ ڈالا، تو "کوآرڈینیشن فریم ورک" نے ایسا ہی کیا۔ پھر امریکہ نے الزیدی کو ان گروہوں کو بے دخل کرنے اور غیر مسلح کرنے کا حکم دیا، حالانکہ ان کے تقرر کو ابھی چند ہی دن گزرے تھے، اور وہ

واقعی ایسا کرنے لگے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے بدعنوانی کے خلاف مہم شروع کی... چنانچہ بدعنوانی کے خلاف مہم عراق میں ایران نوازوں کے سر پر لٹکتی ہوئی تلوار ہے، خواہ یہ مہم دوسرے حکام تک ہی کیوں نہ پہنچ جائے، کیونکہ عراق میں ایسا کوئی اہلکار ملنا مشکل ہے جو بدعنوانی سے پاک ہو۔ ایسا لگتا ہے جیسے الزیدی حکومت اور اس کے پیچھے امریکہ، مسلح دھڑوں، ایران نواز گروہوں اور حکام کو یہ دھمکی دے رہے ہیں کہ وہ ریاست کے احکامات پر تیزی سے عمل کریں، اور سستی کی صورت میں بدعنوانی کی فائلیں ان کا انتظار کر رہی ہیں، اور یہ بہت بڑی فائلیں ہیں۔ اس تعلق کے بغیر، ایک ایسے سیاسی نظام میں بدعنوانی کے خلاف مہم کو نہیں سمجھا جا سکتا جسے امریکہ نے اپنے تمام ستونوں میں کرپٹ بنیادوں پر کھڑا کیا تھا۔

11- اور جہاں تک بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عراق امریکہ اور ایران کے اثر و رسوخ کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اور وہ اس بات سے استدلال کرتے ہیں کہ علی الزیدی نے 2026/7/13ء کو وائٹ ہاؤس کا دورہ کیا اور امریکی صدر ٹرمپ نے ان کا پرتپاک استقبال کیا، پھر واشنگٹن سے واپسی کے بعد انہوں نے 2026/7/23ء کو تہران کا دورہ کیا، اور یہ بھی کہ: ("ایکسیوس ویب سائٹ کی شائع کردہ ایک رپورٹ کے مطابق، الزیدی نے امریکی دورے کو منسوخ کرنے کی ایرانی کوششوں کے باوجود امریکہ کا اپنا سرکاری دورہ جاری رکھنے پر اصرار کیا، جس کے بعد انہوں نے وائٹ ہاؤس میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ سے ملاقات کی۔ رپورٹ میں اشارہ کیا گیا کہ عراقی وزیر اعظم واشنگٹن روانہ ہونے سے چند روز قبل ایرانی سپریم لیڈر علی خامنہ ای کی تعزیتی تقریب (نمازِ جنازہ) میں شریک ہوئے تھے، ایک ایسے منظر نامے میں جو اس توازن کی عکاسی کرتا ہے جسے بغداد تہران اور واشنگٹن دونوں کے ساتھ اپنے تعلقات میں برقرار رکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ العربیہ، 2026/7/16ء")، تو یہ توازن حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ عراق میں امریکی اثر و رسوخ کی حقیقت پر 2003ء سے امریکی فوجی موجودگی سے بڑھ کر کوئی اور دلیل نہیں، جہاں بہت سے حکام امریکی افواج کے انخلا کی بات کرتے ہیں لیکن بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ موجود ہیں اور عراقی دھڑوں پر بھی ضرب لگانے کی صلاحیت رکھتی ہیں، کیونکہ وہ ایران پر جنگ کے دوران انہیں ہیلی کاپٹروں سے نشانہ بناتی رہی ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہوائی اڈے کتنے قریب ہیں جہاں سے وہ پرواز کرتی ہیں۔ اور اسی طرح امریکہ نے ایران پر اپنے حملوں کو انجام دینے کے لیے عراق میں یہودی وجود کے لیے عارضی فوجی اڈے قائم کرنے کی سہولت فراہم کی، اس کے علاوہ عراقی تیل کی آمدنی دنیا کے مختلف درآمد کنندگان ممالک کی طرف سے امریکی وزارتِ خزانہ کے ایک اکاؤنٹ میں ادا کی جاتی ہے، اس لیے امریکہ عراقی حکومت پر اسی قدر خرچ کرتا ہے جس قدر وہ امریکی پالیسی پر عمل کرتی ہے۔

اور آج اس سے تیزی سے رد عمل دینے، حکومت سے ایرانی اثر ور سوخ کو دور کرنے اور ایران سے تعلقات رکھنے والے حکام کو ہٹانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، باوجود اس کے کہ وہ نوری المالکی کی طرح امریکہ کے مخلص ایجنٹ ہیں۔ اور اسی طرح "کو آرڈینیشن فریم ورک" کو، جس پر ایران کی وفاداری کا الزام لگایا جاتا ہے، الزیدی کی نامزدگی پر مجبور کیا گیا، اور پھر چند ہی دنوں بعد الزیدی کو ان (فریم ورک کے دھڑوں) کے خلاف بغاوت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اور امریکہ آج الزیدی حکومت سے جس چیز کا تیزی سے مطالبہ کر رہا ہے وہ ان مسلح دھڑوں کو غیر مسلح کرنا ہے جو پاسدارانِ انقلاب سے وابستہ ہیں اور امریکہ کے خلاف کچھ کارروائیاں کرتے ہیں۔ عراقی حکومت نے ان دھڑوں کو اپنے ہتھیار ڈالنے کے لیے 30/9/2026ء کی آخری تاریخ دی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت واشنگٹن سے جاری ہونے والی ہدایات کے مطابق عراقیوں پر ضرب لگانے کے لیے اپنے سیکیورٹی اداروں کا استعمال کرے گی! اور ٹرمپ عراق میں اثر ور سوخ اور لوٹ مار کی بڑی بڑی باتیں کرتا ہے، اور یہ کہ عراقی حکومت اس کی افواج کو اپنے ملک کے اثر ور سوخ کے تحفظ سے بے نیاز کر دیتی ہے، اس نے کہا: ("ٹرمپ نے اوول آفس میں الزیدی کے ساتھ اپنی ملاقات کے دوران ذکر کیا: 'ہم عراق چھوڑ رہے ہیں کیونکہ ہم نہیں سمجھتے کہ اب ہمیں وہاں فوجی موجودگی کی ضرورت ہے'، انہوں نے مزید کہا: 'ہمارے پاس اب یہ ہے کہ تیل کی تمام کمپنیاں اب عراق کا رخ کر رہی ہیں اور اس کے ساتھ شراکت داری کر رہی ہیں'۔ انڈیپنڈنٹ عربیہ، 15/7/2026ء")۔ اس طرح امریکہ اپنے ایجنٹوں کو اپنے مفادات کے حصول کے لیے استعمال کرتا ہے!

12- اور آخر میں، یہ امر انتہائی دردناک ہے کہ عراق جو کبھی خلافت کا مرکز ہوا کرتا تھا، جس کے خلیفہ نے روم کے قیصر کو مخاطب کر کے لکھا تھا: (الجواب ما تراه دون أن تسمعه) (جواب وہ ہے جو تم دیکھو گے نہ کہ وہ جو تم سنو گے)، اور پھر مسلمانوں کی افواج حرکت میں آئیں اور اسے ایسا سبق سکھایا جس نے اسے ہوش میں لا کھڑا کیا... اس ملک کے معاملات کو آج امریکہ چلا رہا ہے، نہ صرف سیاسی طور پر، بلکہ عراق کے پیسے کو امریکہ نے روک رکھا ہے اور عراقی حکومت اپنے ملازمین کو تنخواہیں تک نہیں دے سکتی جب تک کہ امریکہ اپنے پاس روکے ہوئے اس کے پیسوں میں سے کچھ دینے کی اجازت نہ دے دے! یقیناً یہ بہت بڑی رسوائی اور بہت بڑا جرم ہے۔ اور اللہ قوی و عزیز نے ان مجرم حکومتوں کے بارے میں سچ فرمایا ہے: ﴿سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ﴾ "عنقریب ان لوگوں کو جنہوں نے جرم کیا ہے، اللہ کے ہاں ذلت اور سخت عذاب پہنچے گا اس وجہ سے جو وہ مکر کیا کرتے تھے" [سورۃ الأنعام: آیت 124]۔

اور امت اس ذلت سے نجات حاصل نہیں کر سکتی مگر یہ کہ وہ حزب التحریر، وہ قائد جو اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا، کو نصرۃ (مدد) دے کر اپنی دوسری خلافتِ راشدہ کو دوبارہ قائم کرے، اور تب ہی اللہ کا وعدہ پورا ہو گا: ﴿**وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ**﴾ "تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے نیک اعمال کیے ہیں، اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں ضرور خلافت (اقتدار) عطا فرمائے گا" [سورۃ النور: آیت 55]۔

اور پھر اس جابرانہ حکومت کے دور کے بعد جس میں ہم جی رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی بشارت پوری ہو گی، جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «**ثُمَّ تَكُونُ مُلْكاً جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ**» "پھر ظالمانہ و جابرانہ بادشاہت (حکمرانی) ہو گی، تو وہ رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ رہے، پھر جب اللہ اسے اٹھانا چاہے گا تو اٹھا لے گا، پھر نبوت کے نقشِ قدم پر قائم خلافتِ راشدہ ہو گی، پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے"۔

اور پھر اللہ کی مدد آئے گی اور اس کا نصرت کا وعدہ سچا ہو گا: ﴿**وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ * بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمِ**﴾ "اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے، اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے، اور وہ نہایت غالب، بہت رحم کرنے والا ہے" [سورۃ الروم: آیت 4-5]۔

22صفر1448ھ

5/8/2026ء

# ایغاد تنظیم اور سوڈان میں اس کا مکروہ کردار

مشرقی افریقہ کی بین الحکومتی ترقیاتی اتھارٹی (ایغاد) نے جمعرات 2026/07/30ء کو خرطوم میں اپنے دفتر کے افتتاح کا اعلان کیا ہے۔ تنظیم کے سیکرٹری جنرل ورقنیہ قبیہو نے کہا: "اس دفتر کی سرگرمیاں صرف امن کے عمل کی حمایت تک محدود نہیں رہیں گی بلکہ ان کا دائرہ کار تعمیرِ نو کے منصوبوں میں حصہ لینے تک وسیع ہو گا..."، واضح رہے کہ ایغاد کو ایک افریقی نیم علاقائی بین الحکومتی تنظیم کے طور پر جانا جاتا ہے جو 1996ء میں قائم ہوئی تھی، اس کا ہیڈکوارٹر جیبوتی میں ہے، اور اس میں سوڈان، جنوبی سوڈان، ایتھوپیا، کینیا، یوگنڈا، صومالیہ، جیبوتی اور اریٹیریا شامل ہیں۔ یہ بنیادی طور پر ترقی اور صحرازدگی و قحط سالی کے خاتمے کے لیے کام کرنے والی تنظیم کے طور پر قائم کی گئی تھی، جہاں یہ 1986ء میں 'انٹر گورنمنٹل اتھارٹی آن ڈویلپمنٹ اینڈ ڈراوٹ کنٹرول' کے نام سے قائم ہوئی تھی۔ بعد ازاں سال 1996ء میں اس کی دوبارہ تنظیمِ نو کی گئی تاکہ یہ 'انٹر گورنمنٹل اتھارٹی آن ڈویلپمنٹ' (بین الحکومتی ترقیاتی اتھارٹی) بن جائے، اور اسے ایک وسیع تر مینڈیٹ دیا گیا جس میں ان کے دعوے کے مطابق امن اور سلامتی بھی شامل ہے!!"

اسی کی بنیاد پر ولایہ سوڈان میں حزب التحریر کے ترجمان استاد ابراہیم عثمان (ابو خلیل) نے ایک پریس ریلیز میں کہا: ایسی تنظیمیں بڑی استعماری طاقتیں قائم کرتی ہیں تاکہ ان کے ذریعے ہمارے ممالک کے خلاف اپنی سازشوں کو عملی جامہ پہنا سکیں۔ جنوبی سوڈان کو الگ کرنے میں ایغاد تنظیم نے ایک سرگرم کردار ادا کیا؛ 'ماچاکوس پروٹوکول' اسی کی سرپرستی میں طے پایا تھا، جس میں جنوب کو حقِ خودارادیت دینے کی شق شامل تھی، اور اسی طرح اس نے منحوس 'نیواشا معاہدے' میں بھی اہم کردار ادا کیا جو جنوبی سوڈان کی علیحدگی کا براہِ راست سبب بنا۔

انہوں نے مزید کہا: فوج اور ریپڈ سپورٹ فورسز کے درمیان حالیہ جنگ شروع ہونے کے بعد، اس تنظیم نے جو کردار ادا کرنا شروع کیا وہ بالکل واضح تھا۔ اس نے فوج اور ریپڈ سپورٹ فورسز کو برابر قرار دیا؛ یہاں تک کہ اس نے ریپڈ سپورٹ فورسز کے کمانڈر حمیدتی کو تنظیم کے سربراہان کے ایک غیر معمولی اجلاس میں شرکت کی اجازت دی جو جنوری 2024ء میں کمپالا میں منعقد ہوا تھا، جس کی وجہ سے سوڈانی حکومت نے 20 جنوری 2024ء کو تنظیم میں اپنی رکنیت معطل کر دی۔ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اب اسے واپس آنے کی اجازت دی جا رہی ہے تاکہ وہ اپنا گندہ کردار دوبارہ ادا کر سکے۔

استاد ابو خلیل نے سوڈان کے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے بیان کا اختتام کیا: نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: «لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ»(مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا)۔ تو پھر آپ اس قوت کو دوبارہ آنے کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں جو امریکہ کے فائدے کے لیے جنوبی سوڈان کی علیحدگی کا باعث بنی تھی، تاکہ وہ امریکہ کے منصوبے پر عمل کرتے ہوئے دارفور کی علیحدگی میں بھی وہی کردار ادا کرے؟! خبردار! جان لو کہ ہمیں استعمار اور اس کے علاقائی و مقامی آلۂ کاروں سے صرف اور صرف اسلامی ریاست ہی نجات دلائے گی، جو نہ تو ایسی تنظیموں کو ملک کے معاملات میں مداخلت کی اجازت دے گی اور نہ ہی بڑی استعماری طاقتوں سے تعلق رکھنے والے ان کے آقاؤں کو، جنہوں نے انہیں بنایا ہے، ہمارے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کرنے دے گی۔

# خود مختاری تحفے میں نہیں ملتی اور غیرت خریدی نہیں جاسکتی

بے شک جو قومیں اپنی تاریخ کا مطالعہ نہیں کرتیں، ان پر یہ مقدر کر دیا جاتا ہے کہ وہ بار بار اس کی بھاری قیمت چکاتی رہیں۔ ہمارے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہم پر یہ فرض کرتا ہے کہ ہم زیادہ بیدار مغز اور باشعور بنیں، اور ہر بیرونی منصوبے کو گہری اور پرکھنے والی نظر سے دیکھیں، اور چمکدار نعروں کے دھوکے میں نہ آئیں اگر ان کے پیچھے اثر ورسوخ اور مفادات کے کھیل چھپے ہوئے ہوں۔

اور شاید سب سے اہم سبق جو ہمارے ذہنوں میں ہمیشہ تازہ رہنا چاہیے، وہ یہ ہے کہ خود مختاری کبھی تحفے میں نہیں ملتی اور آزادی کبھی خریدی نہیں جاسکتی۔

اور ہماری امت آج جس نازک دور سے گزر رہی ہے، وہ اپنے گریبان میں جھانکنے اور کمزوری و تفرقہ بازی کے اسباب کا گہرائی سے جائزہ لینے کا تقاضا کرتا ہے۔ وہ امت جو کبھی عدل اور رحمت کا پیغام لے کر کھڑی ہوئی تھی، اور جس نے ایک ایسی تہذیب قائم کی تھی جو انسان کے دین، جان اور مال کا تحفظ کرتی تھی، وہ آج بھی اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے، بشرطیکہ وہ اپنی اصل اقدار کی طرف لوٹ آئے اور اپنی تہذیب اور مستقبل کی تعمیرِ نو کا فریضہ بہترین طریقے سے سرانجام دے۔

بے شک تاریخ تذبذب کا شکار رہنے والے لوگ نہیں بناتے، بلکہ تاریخ تو وہ مردِ مومن بناتے ہیں جو اپنے مقصد اور مشن پر پختہ ایمان رکھتے ہیں، اور اخلاص کے ساتھ اللہ پر توکل کرتے ہوئے عمل پیرا ہوتے ہیں، تاکہ ان کی امت دوبارہ اٹھ کھڑی ہو، اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرے، اور ویسی ہی بن جائے جیسا اللہ تعالیٰ نے اسے بنانا چاہا ہے؛ یعنی لوگوں پر گواہ بننے والی امت، جو جہانوں کے لیے خیر، عدل اور رحمت لے کر آئے۔

# مسجدیں جلائی جا رہی ہیں اور مسلمان قتل کیے جا رہے ہیں اور ہماری افواج ٹس سے مس نہیں ہو رہیں!

یہودیوں کے وزیراعظم نتن یاہو نے مغربی کنارے میں اپنی فوج کو کھلی چھوٹ دے دی ہے اور اس سے وہاں جاری فوجی آپریشن کو وسعت دینے کا مطالبہ کیا ہے، جبکہ نام نہاد قومی سلامتی کے یہودی وجود کے وزیر بن غفیر نے، ایک آبادکار کی ہلاکت اور تین دیگر کے زخمی ہونے کے بعد، وہاں فوجی اقدامات کو مزید تیز کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ جن دیہاتوں اور قصبوں سے حملے کرنے والے نکلتے ہیں "ان کے ساتھ بالکل وہی سلوک کیا جانا چاہیے جو غزہ پٹی میں بیت حانون کے ساتھ کیا گیا تھا"۔

**الرایہ:** اپنے متعدد فوجیوں اور آبادکاروں کے ہلاک اور زخمی ہونے پر یہودی وجود کے قائدین کا یہ ردِ عمل اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ امتِ مسلمہ اور اس کی افواج کو کس قدر حقیر اور بے وقعت سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ وہ کسی بھی ممکنہ ردِ عمل کے خوف سے بالکل آزاد ہو چکے ہیں، چاہے وہ عارضی ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے وحشی آبادکاروں کے ٹولے اور ان کے فوجی صبح و شام فلسطین، غزہ اور مغربی کنارے میں مسلمانوں کے قتلِ عام میں مصروف ہیں، ان کے باشندوں کو بے دخل کر رہے ہیں اور ان کے خاندانوں کا ان کے بچے کھچے گھروں اور زمینوں پر بھی تعاقب کر رہے ہیں، اور ہر موقع پر اور ہر لمحہ رسول اللہ ﷺ کی جائے معراج کی بے حرمتی کرتے ہیں، اور دیکھو! وہ اب جان بوجھ کر مسجدوں کو نشانہ بنا رہے ہیں اور کینے، بغض اور توہین کی نیت سے انہیں نذرِ آتش کر رہے ہیں۔

تو آخر کب تک، اے امتِ اسلام! تمہاری افواج میں شامل تمہارے بیٹے، افسران اور جنرل، فلسطین، اس کے باشندوں اور اس کے مقدسات پر ٹوٹنے والی اس قیامت کا تماشہ دیکھتے رہیں گے، گویا ان کا اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے؟!

# مراکشی نوجوانوں کی سبتہ اور ملیلیہ کی جانب اجتماعی ہجرت کے المیے کا ایک جائزہ

**تحریر: استاد مناجی محمد**

**(ترجمہ)**

جمعرات 30 جولائی 2026 کی صبح مقبوضہ شہر سبتہ میں تارخال کراسنگ کے گردونواح سے سامنے آنے والی بھیانک تصویر وہاں کی طرف ماضی میں بارہا کی جانے والی روایتی ہجرت کی کوششوں جیسی کوئی عام کوشش نہیں تھی، بلکہ یہ اس عوامی المیے کی سچی تصویر تھی جس میں لوگ مراکشی حکومت کے پیدا کردہ دوزخ سے فرار ہو رہے تھے۔ اس انسانی طوفان کے سامنے نمٹنے اور روک تھام کرنے والی سیکیورٹی صلاحیتیں ناکام ہو گئیں، اور پھر مراکش میں جشنِ تاج پوشی کے ساتھ اس واقعے کا رونما ہونا اسے انتہائی غیر معمولی بنا دیتا ہے، جس نے اسے محض سرحد آسان بنانے اور ہجرت کے ایک واقعے سے بدل کر سیاسی، سیکیورٹی، سماجی اور بین الاقوامی سطح کے سلگتے ہوئے سوالات میں تبدیل کر دیا ہے۔

سب سے پہلے حقائق کا جائزہ:

یہ بحران سبتہ کے قریبی ساحلوں سے اکا دکا تیراکی کی کوششوں کی شکل میں شروع ہوا، پھر بڑے پیمانے پر پیش قدمی سے پہلے کے دنوں میں اس میں تیزی سے شدت آگئی، جس کے دوران مقبوضہ شہر کے گورنر خوان خیسوس ویواس نے اعلان کیا کہ صرف دس دنوں میں 1500 سے زائد افراد وہاں پہنچ چکے ہیں۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ سرحد پار کرنا معمول کے مطابق سرحدی باڑ پر چڑھنے تک محدود نہیں تھا بلکہ بنیادی راستہ سمندری تھا۔

اس ہجرت کی لہر کی خاص بات یہ تھی کہ یہ کسی ایک سرحدی راستے پر دھاوے سے شروع نہیں ہوئی جسے ایک مخصوص مقام پر گھیر کر قابو کیا جا سکتا، بلکہ پورا کھلا سمندر ہی پار کرنے کا راستہ بن گیا۔ پھر دوسرے کنارے پر پہنچنے والوں کی تصاویر آنا اور پھیلنا شروع ہو گئیں، اثرات جمع ہونے لگے اور یہ رجحان وبائی شکل اختیار کر گیا، اور ہم نے سبتہ کے قریبی علاقوں تک پہنچنے کے لیے بیشتر شہروں میں بس اور ٹرین اسٹیشنوں پر افراتفری کا ہجوم دیکھا۔ چنانچہ معاملہ اتنا بڑھ گیا کہ اسے سنبھالنا ناممکن ہو گیا، اور یہ جشنِ تاج پوشی کے خطاب کے چند گھنٹے بعد عروج پر پہنچ گیا؛ جہاں جمعرات کی شام تیر

کر اور پیدل چل کر سبتہ شہر پہنچنے والا انسانی سیلاب تقریباً 50 ہزار مہاجرین پر مشتمل تھا، جو کہ ایک ایسے حکمران کے لیے انتہائی افسوسناک اور متضاد صورتحال ہے جو اپنے نظام کی کامیابیوں کے بلند و بانگ دعوے کرتا ہے جبکہ عوام اس المیے سے بھاگ رہے ہیں جو اسی نظام نے ان کے لیے پیدا کیا ہے!

پھر اس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے انسانی سیلاب کے ساتھ سیکیورٹی اور سیاسی مسائل کھڑے ہو گئے، اور آراء و نظریات کا تصادم شروع ہو گیا اور ان کے ساتھ مفروضے اور قیاس آرائیاں کی جانے لگیں۔ نیز، سال 2021 کی ہجرت کی لہر کا اثر بھی نمایاں تھا جس پر حالات کے فرق اور متضاد حقائق کے باوجود قیاس کیا گیا، اور معلومات کی شدید کمی کی وجہ سے حقائق پر مبنی تجزیہ کرنے کے بجائے مفروضوں پر مبنی قیاس آرائیاں حاوی رہیں۔

ہجرت کے سیاسی اور سیکیورٹی پہلو سے متعلق حقائق:

یہ اجتماعی ہجرت اپنے حجم، وقت اور اپنے ارد گرد کے حالات کے لحاظ سے منفرد تھی، اور اس کا بنیادی راستہ بحری تھا، اور سمندری راستے سے ہجرت اپنے مزاج کے اعتبار سے کسی مخصوص زمینی مقام پر قابو پانے کے مقابلے میں سیکیورٹی کے لحاظ سے زیادہ مشکل اور پیچیدہ ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ اس ہجرت سے پہلے ایسی کوئی بھرپور مہم نہیں چلائی گئی تھی جس کے لیے سیکیورٹی الرٹ کی ضرورت ہوتی، بلکہ بڑے پیمانے پر ہجرت سے پہلے کے دس دنوں میں بڑھنے والی تعداد کو گرمائی ہجرت کی مہمات کے تناظر میں بھی سمجھا جا سکتا ہے (ہسپانوی وزارتِ داخلہ اور بین الاقوامی تنظیم برائے ہجرت کے 2022-2025 کے اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ گرمی کے مہینے سب سے زیادہ متحرک دور ہوتے ہیں جن میں مہاجرین کی تعداد بڑھ جاتی ہے)، لیکن ٹھاٹھیں مارتا ہوا انسانی سیلاب جمعرات کی شام کو خاص طور پر سبتہ پہنچنے میں کامیابی کی افواہیں پھیلنے کے بعد امڈ آیا۔

اور اس انسانی سیلاب کے ساتھ سیکیورٹی کے الجھاؤ اور مختلف آراء سامنے آئیں، جبکہ زمین پر موجود حقائق نے اپنی مخصوص اور غیر معمولی صورتحال مسلط کر دی، جس سے نگرانی اور روک تھام کے نظام میں اچانک خرابی پیدا ہوئی۔ اس صورتحال نے ہسپانوی گارڈز کو مجبور کیا، جیسا کہ تصاویر میں دیکھا جا سکتا ہے، کہ وہ سرحدی علاقے کے قریب ایک گیٹ کھول دیں کیونکہ وہ خود کو ایسی تعداد کے سامنے پا رہے تھے جو ان کے کنٹرول کی صلاحیت سے باہر تھی، اور یہ اس وقت ہوا جب سرحدیں روکنے، روک تھام کرنے اور باز رکھنے کا اپنا اصل کام کھو چکی تھیں۔

اسی طرح مراکشی جانب بھی، جشنِ تاج پوشی کے باعث سیکیورٹی کی اولین ترجیح اور توجہ جشن کے مقام پر تھی جہاں بادشاہ اور حکومت کے اہم ترین ستون موجود تھے، جس نے دوسرے علاقوں میں سیکیورٹی کی شدید کمی پیدا کر دی، اور اسی نے کچھ ایسی دراڑیں اور خلا پیدا کیے جنہوں نے اتنے بڑے پیمانے پر ہجرت کے عمل کو آسان بنا دیا۔

جہاں تک اس ہجرت سے متعلق سیاسی صورتحال کا تعلق ہے، تو یہ سال 2021 کی ہجرت کے وقت کی صورتحال سے بالکل مختلف ہے۔ اس وقت رباط اور میڈرڈ کے مابین کشیدہ صورتحال، میڈرڈ کی جانب سے پولساریو کے رہنما کو اسپین کے دورے کی اجازت دینے کے بعد اسپین میں مراکش کی خاتون سفیر کے بیانات اور ان کی طرف سے اعلانیہ دھمکی کہ یہ معاملہ بغیر سزا کے نہیں گزرے گا، زمین پر موجود حقائق اور شواہد، اور مراکش کے وزیر خارجہ بوریطہ کا یہ بیان کہ مراکشی حکام ہسپانوی سرحدوں کے تحفظ کے ذمہ دار نہیں ہیں، یہ سب اس ہجرت کی لہر کو جان بوجھ کر خود پیدا کرنے کے واضح ثبوت تھے۔

لیکن آج یہ تمام وجوہات ختم ہو چکی ہیں، کیونکہ رباط اور میڈرڈ کے تعلقات بالکل معمول پر ہیں اور ان میں مزید بہتری آ رہی ہے، بلکہ ہسپانوی وزارتِ خارجہ نے حالیہ واقعات کے بعد تصدیق کی ہے کہ مراکش کے ساتھ تعلقات بہترین ہیں، جس کا مطلب ہے کہ سبتہ اور ملیلیہ کی طرف اجتماعی ہجرت کی نئی لہر کی وجہ مراکش اور اسپین کے درمیان تناؤ کو قرار دینا ناممکن اور خارج از امکان ہے، اور یہ سال 2021 کی ہجرت پر ایک بے جا قیاس ہے۔ کیونکہ 2021 کی ہجرت بحران سے نمٹنے کے لیے خود پیدا کی گئی تھی، جبکہ 2026 کی ہجرت ایک ایسے بحران کی پیداوار ہے جس نے دونوں حکومتوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

علاوہ ازیں، ہجرت کی یہ طوفانی لہر جشنِ تاج پوشی کے خطاب کے چند گھنٹے بعد ہی آئی، جس کے مضامین حکومت کی بڑی کامیابیوں اور کامرانیوں کے مبالغہ آمیز دعووں سے بھرے ہوئے تھے، چنانچہ اس لہر نے خلافِ توقع آ کر ان تمام دعووں کو سبوتاژ کر دیا اور تنقید و تردید کے تیر براہِ راست حکومت کے سربراہ پر چھوڑے، جو خود پیدا کردہ ہجرت کے مفروضے کو ایک انتہائی کمزور احتمال بنا دیتا ہے۔

باقی وہ قرینہ جو تحریک پیدا کرنے کا بنیادی سبب بنا اور جس کی طرف اسپین اور مراکش دونوں حکومتوں نے اشارہ کیا، وہ اسمگلنگ اور ہجرت کے نیٹ ورکس ہیں، اگرچہ انہوں نے اس پسِ پردہ ہاتھ کو ظاہر نہیں کیا جو اس کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہے۔ ہسپانوی حکام کے مطابق، اس غیر معمولی بہاؤ کی براہِ راست وجہ اسمگلنگ نیٹ ورکس کا ہسپانوی سپریم کورٹ

کے ایک حالیہ فیصلے سے فائدہ اٹھاتا ہے، جو تیر کر آنے والے مہاجرین کو فوری واپس بھیجنے سے روکتا ہے، اور اسی کی تصدیق نوجوانوں نے دوسری جانب داخل ہونے کے لیے تیر کر سمندر عبور کرنے کے ذریعے کی ہے۔

اسی چیز نے دونوں حکومتوں کو اس غیر معمولی ہجرت سے متعلق سیکیورٹی کی ہنگامی صورتحال کا سامنا کرنے پر مجبور کیا۔ اپنے ایک بیان میں اسپین کی وزارتِ داخلہ نے ہجرت سمیت تمام شعبوں میں مراکش کے ساتھ مثالی تعاون کی تعریف کی، اور ان کے وزیر فرنانڈو گرانڈے مارلاسکا نے مراکشی حکام کا ان کوششوں پر شکریہ ادا کیا جو مراکشی سیکیورٹی فورسز نے حالیہ دنوں میں کیں، جنہوں نے غیر قانونی ہجرت کی ہزاروں کوششوں کو ناکام بنایا۔

جہاں تک اس اجتماعی فرار اور اس کے متاثرین کے سانحے کے حقیقی اور یقینی محرک کا تعلق ہے، تو اس کا سبب مراکش کے عوام کا جھیلا جانے والا المیہ اور ملک میں تباہی پھیلانے والے اس نظام کی بربادی کا حجم ہے؛ یعنی غربت کی شرح، بنیادی ضروریاتِ زندگی کی گرانی، نوجوانوں کی بے روزگاری اور ملک کی تاریخ میں طلاق کی بے مثال شرح۔

اب بین الاقوامی مسئلہ اور ایسی صورتحال سے فائدہ اٹھانے والا پسِ پردہ ہاتھ باقی رہ جاتا ہے، جہاں یورپی سطح پر ہجرت کے حساس ترین معاملے کے ذریعے ضدی ہسپانوی وزیر اعظم کے ساتھ نمٹنے میں امریکی کردار اور اس کے مکروہ کھیل سامنے آتے ہیں (جنہوں نے ایران کے خلاف مشترکہ فوجی اڈوں کو استعمال کرنے کی واشنگٹن کی درخواست کو مسترد کر دیا تھا، اور امریکی فوجی طیاروں کے لیے اپنی فضائی حدود بند کر دی تھی)۔ مزید برآں، آبنائے جبرالٹر کے جنوبی دروازے یعنی سبتہ شہر کی جغرافیائی و سٹریٹیجک اہمیت اور اسے اسپین سے چھیننے کے ٹرمپ کے عزائم کے پیشِ نظر، کانگریس کی کمیٹی برائے تخصیصات (Appropriations Committee) نے 3 مئی 2026 کو سبتہ اور ملیلیہ کے معاملے کو اٹھایا اور انہیں "ہسپانوی انتظامیہ کے تحت مراکشی علاقے" قرار دیا۔ اور اس سے قبل ریپبلکن کانگریس ممبر ماریو دیاز بالارٹ نے اپریل 2026 میں زور دیا تھا کہ "سبتہ اور ملیلیہ جغرافیائی طور پر مراکش کا حصہ ہیں، اور ان کی حیثیت ہمیشہ دوستوں اور اتحادیوں کے مابین مذاکرات اور بحث کا موضوع رہے گی"۔

یہ ہمارے وہ مصائب ہیں جو استعماری نظاموں کی پیداوار ہیں اور ہمارے وہ مسائل ہیں جنہیں استعمار کے رذیل کارندے نوچ رہے ہیں۔

# سیسی خالی کارتوسوں جیسے پیغامات کے ساتھ جولائی کے انقلاب کی یاد تازہ کر رہا ہے

**تحریر: استاد سعید فضل**

**(ترجمہ)**

مصر کے صدر سیسی نے 23 جولائی 1952ء کے انقلاب کی 74 ویں سالگرہ کے موقع پر سرکاری ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والے اپنے خطاب میں کئی پیغامات دیے، جن کا زیادہ تر محور اندرونِ ملک 2014ء سے حاصل ہونے والی اپنی ان مبینہ کامیابیوں کو ظاہر کرنے کی کوشش کرنا تھا، جہاں انہوں نے کہا کہ "مصر نے 2014ء سے ایک غیر متزلزل عزم کے ساتھ پیش قدمی شروع کی ہے تاکہ وہ جامع ترقی اور اس تعمیر و ترقی کے سفر کو طے کر سکے جو اس کے مقام اور اس کے عوام کے شایانِ شان ہے،" انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ "مصر نے تعمیر و ترقی کے کام کو روکے بغیر دہشت گردی کا سامنا کیا اور اسے شکست دی"۔ اور اس سے ان کا مقصد اسلام پسندوں کو اقتدار سے بے دخل کرنا، ان کے خلاف جنگ لڑنا اور انہیں عبرت کا نشانہ بنانا ہے، جس کے متبادل کے طور پر عقیدے کی آزادی کے شعار کے تحت ریاستی سیکولرزم کو پختہ کرنا اور فساد و بگاڑ کی سرپرستی کرنا ہے، چنانچہ انہوں نے کہا کہ "اور اس کے ساتھ ساتھ، ہم نے عقیدے کی آزادی کو پختہ کیا ہے"۔ اور لوگوں کے امور کی دیکھ بھال کرنے اور ملک کو غربت و محرومی کی حالت سے نکالنے میں اپنی ناکامی کا جواز پیش کرنے کے لیے انہوں نے ان چیزوں کو شمار کروایا جنہیں وہ اپنی کامیابیاں سمجھتے ہیں، جیسے ان کا یہ کہنا: "ہم نے ایک جدید بنیادی ڈھانچہ تعمیر کیا ہے، کچی بستیوں کا خاتمہ کیا ہے، نئے شہر بسائے ہیں، صحراؤں کو آباد کیا ہے، اور روایتی و قابلِ تجدید توانائی کے پاور پلانٹس قائم کیے ہیں، نیز پیٹرولیم اور گیس کی تلاش کی کوششوں کو تیز کیا ہے تاکہ توانائی کے ایک علاقائی مرکز کے طور پر ہماری حیثیت مضبوط ہو"۔

وہ اس کے ذریعے چاہتے ہیں کہ لوگ اپنی آنکھوں کو جھٹلا دیں اور اپنے حواس پر شک کریں، کیونکہ مصر میں غربت، بیماری، بھوک اور زندگی کی بنیادی ترین سہولیات سے محرومی روزمرہ کی زندگی کے نمایاں خدوخال بن چکے ہیں، جہاں لاکھوں لوگ بھوکے اور بیمار سوتے ہیں، لاکھوں لوگوں کے پاس سر چھپانے کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، اور لاکھوں لوگ مٹی

کے گھروں، قبرستانوں اور بوسیدہ عمارتوں میں رہنے پر مجبور ہیں، وہ بھی ایسی بدترین مہنگائی کے سائے تلے جس نے روزمرہ کی خوراک کو بہت سے خاندانوں کے لیے ایک خواب بنا دیا ہے۔ چنانچہ اہلِ مصر کی زندگی رفتہ رفتہ دم توڑتی موت کا ایک برزخ بن چکی ہے، اور پھر سیسی ہمارے سامنے اپنی کامیابیوں اور مصر کے حالات پر اس طرح گفتگو کرنے نکل کھڑے ہوتے ہیں گویا یہ کوئی ایسا ملک ہو جسے ہم جانتے ہی نہ ہوں!

جہاں تک خارجہ محاذ کا تعلق ہے، تو انہوں نے خود کو ایک ایسے ہیرو کے طور پر پیش کیا جس نے ملک کو خطے کی جنگوں سے دور رکھا، جو یہودی وجود کی غزہ پر جنگ اور ایران پر امریکہ و یہودی وجود کی جنگ کی طرف اشارہ تھا؛ اور وہ بھول گئے کہ غیر جانبداری کا یہ مؤقف، بلکہ وہ سازش جو انہوں نے غزہ پر جنگ میں یہودی وجود کے ساتھ رچی، وہ سراسر ذلت اور رسوائی کا مؤقف ہے، جس کا تذکرہ کرنے سے بھی انہیں شرم آنی چاہیے تھی تاکہ مصر کے لوگوں اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو ان کے اس جرم کی سنگینی یاد نہ آجائے جب انہوں نے مصر کی فوج کو غزہ میں اپنے کمزور بھائیوں کی مدد کرنے سے روکے رکھا، بلکہ مجاہدین پر اپنی گرفت مضبوط کرنے میں یہودی وجود کی مدد بھی کی۔

چنانچہ ایک ایسے وقت میں جب وہ یہودی رہنماؤں کو دجلہ و فرات کے درمیان کی سلطنت کے اپنے توراتی خوابوں کا اعلان کرتے ہوئے سنتے ہیں، وہ ان کے خوابوں کو چکنا چور کرنے یا ان کے ذہنوں سے شیطان کے وسوسوں کو نکالنے کے لیے کچھ نہیں کرتے، یہاں تک کہ جزیرہ نما سینا اب بھی غیر مسلح ہے تاکہ مصر کی طرف سے یہودی وجود کی سرحدیں محفوظ رہیں اور سینا ایک ایسا کمزور پہلو بنا رہے جہاں سے مصر پر کسی بھی لمحے وار کیا جا سکے، اور بجائے اس کے کہ سیسی امت میں جذبۂ جہاد (جس کا آغاز غزہ کے مجاہدین نے کیا تھا) اور یہودی وجود کے جرائم پر عوامی و عالمی غم و غصے کی لہر کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مصر کی عظیم فوج کے ساتھ دھاوا بول دیتے تاکہ غزہ اور تمام فلسطین میں ہمارے لوگوں کی تکالیف کا خاتمہ کر کے انہیں یہودیوں سے آزاد کراتے، وہ یہودیوں کے ساتھ ذلت آمیز امن معاہدے کو برقرار رکھنے کے راگ الاپنے لگے۔

ایران پر امریکہ اور یہودی وجود کی جنگ کے حوالے سے وہ دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح امریکہ نے ایران پر دباؤ بڑھایا ہے، باوجود ان تمام بڑی خدمات کے جو اس کے نظام نے کئی دہائیوں تک امریکہ کو فراہم کیں؛ کیونکہ امریکہ چاہتا ہے کہ وہ ایک مطیع خادم بن جائے اور ملک کو اس کے تیل اور گیس کے وسائل سمیت امریکی کمپنیوں کے لوٹنے کے لیے کھلا چھوڑ دے، بالکل اسی طرح جیسے اس نے وینزویلا کے ساتھ کیا تھا۔ اس سب کے باوجود، وہ یہ دیکھ رہے ہیں اور امریکہ سے وابستہ رہنے والوں کا انجام بھی دیکھ رہے ہیں جو کسی عہد یا احسان کا پاس نہیں رکھتا، لیکن وہ امریکہ اور یہودی وجود کے

ساتھ اپنے تعلقات کو اسی طرح تذلیل، جھکاؤ اور اطاعت و وفاداری کے نذرانے پیش کرنے کی حالت پر برقرار رکھنے پر بضد ہیں، اور اس بات سے بالکل بے پرواہیں کہ ان کے ساتھ کسی بھی لمحے کیا ہو سکتا ہے جب امریکہ ان سے چھٹکارا پانے کا فیصلہ کرلے۔ چنانچہ وہ فخر سے کہتے ہیں: "مصر اپنے سفر پر گامزن رہا، باوجود ان کٹھن حالات، بھاری دباؤ اور بے مثال چیلنجوں کے جو اسے ایک ایسے خطے میں گھیرے ہوئے ہیں جو جنگوں اور پے در پے بحرانوں سے لرز رہا ہے جنہوں نے اس کے کئی ممالک کو تباہ کر دیا ہے، اور بڑے معاشی نقصانات کے باوجود مصر مستقبل کی تعمیر اور اپنے وسائل کے تحفظ کے ہدف سے پیچھے نہیں ہٹا"۔

اور وہ اپنی کم عقلی اور ناقص تدبیر کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ نرم اور قلعی کی سات تہوں میں لپٹی ہوئی دھمکیوں کی زبان یہودی وجود جیسے ایک وحشی مجرم وجود یا امریکہ جیسی ایک متکبر، استعماری اور جابر ریاست کے خلاف کوئی فائدہ دے سکتی ہے! چنانچہ وہ کہتے ہیں: "اپنے عوام کے شعور اور اپنے سپاہیوں کی طاقت کے باعث کوئی بھی مصر کو یا اس کے وسائل کو نقصان نہیں پہنچا سکتا،" اور یہ کہ "وہ ہمیشہ ایک ناقابلِ تسخیر قلعہ اور امن و استحکام کا ستون رہے گا"۔ اور اس سب کے درمیان، سیسی کے لیے جو چیز اہم ہے وہ اپنے ارد گرد سکیورٹی اداروں اور فوجی قیادت کے گھیراؤ کو یقینی بنانا ہے، چنانچہ وہ ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

پس سیسی متکبر ٹرمپ کی قیادت میں مصر اور خطے کو گھیرنے والے بڑے خطرات کو بھانپ رہے ہیں اور یہودی وجود کی سرکشی اور مشرقِ وسطیٰ کے نقشے کو بدلنے اور مصر و ترکی کا قد چھوٹا کرنے کی مسلسل باتوں کا مشاہدہ کر رہے ہیں، لیکن وہ خود کو اور اپنے ارد گرد کے لوگوں کو صرف اس بات سے تسلی دینے پر اکتفا کرتے ہیں کہ مصر حملے کی صورت میں اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہے، گویا تیاری تمناؤں سے ہوتی ہے، عمل سے نہیں!

بے شک عقل مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت پکڑے، اور حقیقت یہ واضح کرتی ہے کہ مصر پر یہودی جارحیت اب محض وقت کی بات ہے، اور تجربے نے یہ ثابت کیا ہے کہ جس امریکہ سے سیسی وفاداری نبھاتے ہیں، وہ ان پر یا ان کے ساتھیوں پر ذرا بھی افسوس نہیں کرے گا اگر اسے اپنا مفاد یہودی وجود کے ان منصوبوں میں نظر آیا جسے مغرب نے مشرقِ وسطیٰ میں اپنا ایک فرنٹ بیس بنانے کے لیے تیار کیا ہے۔ اور اگر سیسی اور ان کا نظام عقل رکھتے تو وہ یہودی وجود کے وار کرنے سے پہلے ہی ان پر حملہ کر دیتے۔ لیکن ان کے پاس عقل اور سمجھ بوجھ کہاں سے آئے جبکہ غداری اور گماشتگی نے ان کے دلوں اور عقول کو اندھا کر دیا ہے، پس وہ پیچھے رہ جانے والوں کی طرح ہو گئے: ﴿رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾

"وہ پیچھے رہ جانے والیوں (عورتوں) کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی، پس وہ کچھ نہیں سمجھتے۔"[سورۃ التوبہ: آیت 87]

اور یہی وہ چیز ہے جو مصری فوج کے مخلص افسران اور قیادت پر لازم کرتی ہے کہ وہ وقت گزرنے سے پہلے اقدام کی زمام ہاتھ میں لیں تاکہ ملک کو اسلام، عزت اور آزادی کی طرف لے جائیں: ﴿**كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ**﴾ "ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر دیا، تو وہ (عذاب کے وقت) پکار اٹھے حالانکہ وہ بچنے (یا بھاگنے) کا وقت نہیں تھا۔"[سورۃ ص: آیت 3]

**ولایہ مصر میں حزب التحریر کے میڈیا آفس کے رکن**

# دنیا اور آخرت کا ثواب اس کا انتظار کر رہے ہیں جو پکار پر لبیک کہے

امتِ مسلمہ ایک مضبوط، خود مختار اور خوشحال ریاست کی تعمیر کے لیے تمام مادی وسائل, آبادیاتی فوائد اور جغرافیائی خصوصیات سے لیس ہے؛ ایک ایسی ریاست جو اپنے وسیع تر امکانات کو ایک ایسا نظامِ حکومت قائم کرنے کے لیے استعمال کرے گی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کر دے۔ اور وحی الٰہی سے ماخوذ ایک عادلانہ نظام کے تحت ظلم کو کہیں پناہ نہیں ملے گی، اور نہ ہی مسلمانوں کی حرمتوں یعنی ان کے خون، مال اور آبرو پر کسی بھی قسم کے حملے کی اجازت دی جائے گی۔ اور یہ ریاست اسلام کو دنیا کے سامنے اس واضح فرق کے ساتھ پیش کرے گی جو اسلامی نظامِ حکومت کے عدل و انصاف اور پاکیزگی، اور موجودہ رائج الوقت سیکولر سرمایہ دارانہ نظام کے لالچ، نابرابری اور اخلاقی پستی کے درمیان پایا جاتا ہے۔

اور ترقی کا راستہ محض سیاسی اصلاحات یا معاشی ترقی میں نہیں ہے، بلکہ اسلامی طرزِ زندگی کے احیاء اور اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق حکومت قائم کرنے میں ہے، جو 'نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ' کے سائے میں ممکن ہے، جو امت کو متحد کرے، اس کی غیرت و وقار کا تحفظ کرے، اور اسے دوبارہ اسی مقام پر لوٹا دے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے لیے پسند فرمایا ہے، یعنی 'بہترین امت جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے'۔ اس لیے امت پر واجب ہے کہ وہ اپنی حقیقی ترقی کے حصول کے لیے قربانیاں دے اور اخلاص کا مظاہرہ کرے، اور مسلسل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی تگ و دو میں مصروف رہے۔ بے شک دنیا میں فتح و نصرت اور آخرت میں اجرِ عظیم ان لوگوں کے منتظر ہیں جو اس پکار پر لبیک کہتے ہیں۔

# 25 جولائی جدید ریاست کی ناکامی کا ایک واضح مظہر

25 جولائی کی تاریخ اس گہرے بحران کو ظاہر کرنے والا ایک اہم سنگِ میل ہے جس کا سامنا تیونس کو نفرت انگیز استعماری دور سے ہے۔ جدید دور کی اس ریاست نے، جو آمریت اور جمہوریت کے درمیان ہچکولے کھاتی رہی ہے، یہ ثابت کر دیاہے کہ یہ اسی نظام کا تسلسل ہے جسے استعمار نے خلافت کے انہدام کے بعد قائم کیا تھا، چنانچہ یہ استعمار کے مفادات اور اس کی لٹیری کمپنیوں سے جڑ گئی، اور ساتھ ہی ساتھ اسلام کو حکومت اور قانون سازی سے بے دخل کر دیا گیا۔

اور مہنگائی، بجلی اور پانی کی بندش اس تزویراتی (اسٹریٹجک) ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں، باوجود اس کے کہ سر سبز تیونس پوشیدہ خزانوں، عظیم وسائل اور بے پناہ توانائیوں سے مالا مال ہے، لیکن یہ وسائل اہل ملک کی خدمت، ان کے فیصلوں کی آزادی اور ان کی ترقی کے لیے استعمال ہونے کے بجائے کفار کی لوٹ مار کا شکار بنے ہوئے ہیں۔

دوسری طرف حزب التحریر / ولایہ تیونس کے میڈیا آفس نے کہا ہے: صدرِ مملکت اور ان کے مخالفین کے درمیان جاری حالیہ کشمکش ملک کے حالات کو بدلنے یا اس کے بحرانوں کی جڑوں کے علاج کے گرد نہیں گھوم رہی، بلکہ یہ کشمکش صرف اسی خود ساختہ نظام کے اندر اقتدار سنبھالنے کی جنگ تک محدود ہے۔ اسی لیے بحران بار بار جنم لیتے ہیں اور لوگوں کی حالت زار مسلسل بگڑتی جارہی ہے؛ کیونکہ انسان کے بنائے ہوئے خود ساختہ نظاموں نے، اپنی تمام تر شکلوں کے باوجود، غربت، ظلم اور کرپشن کے سوا کچھ پیدا نہیں کیا، اور ساتھ ہی بنیادی خدمات میں مسلسل گراوٹ آئی ہے۔ محض حکمرانوں کو تبدیل کرنے سے ملک کے حالات نہیں بدلیں گے جب تک کہ وہ بنیادیں جن پر یہ نظام قائم ہے اپنی جگہ برقرار رہیں۔

اور اسی نقطہ نظر سے، حقیقی اور نتیجہ خیز تبدیلی صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جب انقلاب کے مقاصد کا ساتھ دیا جائے، اور وہ اس انسان کے بنائے ہوئے خود ساختہ نظام کو اس کی تمام شکلوں، ستونوں اور علامتوں سمیت جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور اس کے کھنڈرات پر اسلام کے نظامِ حکومت کو قائم کرنے سے ہی ممکن ہے۔

# ہجرت اور موت کے قافلے۔۔۔ حکمرانوں کی پیشانی پر بدنامی کا داغ

مراکش کے 50 ہزار سے زائد مسلمانوں کی ہسپانوی مقبوضہ شہر 'سبتہ' کی طرف ہجرت کے مناظر، اس امید پر کہ وہ اسپین میں داخل ہو سکیں، انتہائی تکلیف دہ اور دردناک تھے، جنہوں نے اس ذلت اور بے بسی کی تصویر پیش کی جس کا شکار یہ تارکین وطن تھے جب وہ کھلے آسمان تلے زمین پر سونے پر مجبور تھے اور انہیں بھوک مٹانے کے لیے نوالہ تک میسر نہ تھا، جس کے بعد 68 سے زائد افراد لقمہ اجل بنے اور 48 ہزار سے زائد لوگ کئی دنوں کی تکلیف، تذلیل اور ٹوٹ پھوٹ کے بعد واپس لوٹ آئے۔

بے شک مسلمانوں کے ممالک خلافت کے دور میں علم، رزق اور عزت کی تلاش میں دنیا کا قبلہ اور پناہ گاہ ہوا کرتے تھے، کیونکہ وہاں ان کے رب کے برحق اور عادل قوانین کے مطابق حکومت کی جاتی تھی، پھر جب کافر استعمار نے اسے منہدم کر دیا اور امت کے معاملات ایسے حکمرانوں کے سپرد کر دیے جنہوں نے اللہ کے قوانین کو معطل کر دیا، تو حالات بدل گئے، اور ہم پر غربت، عذاب اور ذلت مسلط ہو گئی، جو کہ اللہ تعالی کے اس فرمان کی تصدیق ہے: ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى﴾ "اور جس نے میری یاد (نصیحت) سے منہ موڑا تو اس کے لیے زندگی تنگ ہو گی، اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے" (سورۃ طٰہٰ: آیت 124)۔

اور اسی لیے امت کو آج شدید ضرورت ہے کہ وہ 'نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت' قائم کرے تاکہ وہ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں عظیم الشان اسلام کو اسی طرح نافذ کر سکے جیسے خلفائے راشدین نے نافذ کیا تھا، آج ہی، کل پر ٹالے بغیر۔ کیونکہ واقعات، تاریخ اور تجربات نے وہی ثابت کیا ہے جو اسلام نے پہلے ہی واضح فرما دیا تھا کہ خلافت ہی امتِ مسلمہ کے لیے باعزت زندگی کا واحد راستہ تھی اور ہمیشہ رہے گی۔ خلافت اس کے نوجوانوں کو ایک ایسا اثاثہ بنا دے گی جس پر پوری دنیا ہم سے رشک کرے گی، اور اس کے ساتھ ہی ہمارے ممالک دوبارہ دنیا کا مرکز اور زمین پر اللہ کی جنت بن جائیں گے۔

# وسطی ایشیا پلس آذربائیجان کونسل کے مقاصد

تحریر: استاد عقیل بیک اسحاقوف

(ترجمہ)

31 جولائی 2026ء کو قرغیزستان کے علاقے "ایسیک کول" میں وسطی ایشیا اور آذربائیجان کے سربراہانِ مملکت کا ایک غیر رسمی مشاورتی اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے دوران صدور نے "چولپون آتا" اعلامیے پر دستخط کیے۔

اجلاس کے دوران، قرغیزستان کے صدر صدر جباروف نے کہا کہ حالیہ برسوں میں سرحدوں سے متعلق تاریخی معاہدے طے پائے ہیں، اور اس نے باہمی اعتماد کو مضبوط کرنے اور علاقائی تعاون کو ایک نئے معیاری درجے تک لے جانے میں مدد دی ہے۔

جبکہ تاجکستان کے صدر امام علی رحمان نے وسطی ایشیا میں ایک بڑی آئل ریفائنری قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔

اور ازبکستان کے صدر شوکت میر ضیایوف نے اپنے خطاب میں کہا کہ مشاورتی اجلاسوں میں آذربائیجان کی شمولیت علاقائی روابط کو میکرو ریجنل (بڑے علاقائی) درجے تک بلند کر دے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ وسطی ایشیا، جنوبی قفقاز اور افغانستان کو آپس میں جوڑنے والے ایک متحدہ ترقیاتی زون کو قائم کرنے کا ایک تاریخی موقع میسر آیا ہے۔

اور 2018ء سے یہ مشاورتی کونسل صرف وسطی ایشیائی ممالک کے سربراہان کی شرکت تک محدود تھی، لیکن آذربائیجان نے 2023ء سے اس میں بطور اعزازی مہمان شرکت کرنا شروع کی، اور 2025ء میں اسے مکمل رکن کا درجہ حاصل ہو گیا۔

وسطی ایشیا اور آذربائیجان کے قائدین کی ملاقات ایک ایسے وقت میں ہوئی جب مشرقِ وسطیٰ کے حالات کشیدہ ہو رہے تھے اور روسی آئل ریفائنریوں پر یوکرینی ڈرون حملوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ ان تنازعات کی وجہ سے دنیا بھر میں، بشمول اس خطے کے، تیل کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ اس بحران نے وسطی ایشیا کو دوسرے خطوں سے جوڑنے والی گزرگاہوں (کوریڈورز) کی اہمیت کو بھی بڑھا دیا۔ مثال کے طور پر، بحیرہ اسود سے گزرنے والی تیل کی پائپ لائن کا کام ڈرون حملوں کی وجہ سے تقریباً معطل ہو گیا۔ اور قازقستان کی تیل کی برآمدات کا تقریباً 80 فیصد بحیرہ اسود کے راستے سے گزرتا ہے۔

یہ چیز قازقستان کو "وسطی گزر گاہ" (مڈل کوریڈور) کو مستحکم کرنے پر راغب کر رہی ہے۔ اور اس طرح کا قدم قدرتی طور پر خطے کو روس سے دور کرنے اور آذربائیجان کے ساتھ تعلقات کو مضبوط بنانے کا باعث بنے گا۔

یہاں آذربائیجان اور قرغیزستان کے درمیان اس بڑے منصوبے کو یاد دلانا بھی اہم ہے جو اب تک تعطل کا شکار چلا آرہا تھا۔ اس سے قبل قرغیزستان میں آذربائیجان کی سرکاری کمپنی "سوک ار" (SOCAR) کے ساتھ مل کر سالانہ بیس لاکھ ٹن ایندھن تیار کرنے کے لیے ایک مشترکہ پلانٹ لگانے پر اتفاق ہوا تھا۔ تاہم، ملک کے اس اسٹریٹیجک شعبے میں اپنی اجارہ داری برقرار رکھنے کے لیے روس کے دباؤ کے باعث اس منصوبے پر عمل درآمد نہ ہو سکا اور یہ رک گیا۔ حال ہی میں آذربائیجان کے صدر الہام علییف کے قرغیزستان کے سرکاری دورے کے دوران مذکورہ منصوبے کو دوبارہ شروع کرنے کی کوششیں دیکھی گئی ہیں۔

چنانچہ، وسطی ایشیا اور آذربائیجان کے قائدین کی یہ ملاقات بنیادی طور پر ان منصوبوں میں سے ایک ہے جو اس خطے کو روس سے دور کر رہے ہیں۔ اور اگر ہم یہ کہیں تو غلط نہ ہوگا کہ یہ کونسل ایک ایسا اجتماع ہے جو "ترک ریاستوں کی تنظیم" کو اضافی طاقت فراہم کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، یہ امریکہ کی طرف سے کی جانے والی تنوع (ڈائیورسیفکیشن) کی ان کوششوں میں سے ایک ہے جس کا مقصد خطے کی دولت کو اپنے زیرِ اثر علاقوں کی طرف کھینچنا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بڑی طاقتیں وسطی ایشیا کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے خطے کی سٹریٹیجک گزر گاہوں پر کنٹرول حاصل کرنے میں دلچسپی رکھتی ہیں۔ امریکہ "C5+ امریکہ سربراہی اجلاس"، ترک ریاستوں کی تنظیم اور وسطی ایشیا و آذربائیجان کونسل کے ذریعے خطے میں روس اور چین کے اثر ورسوخ کو کمزور کرنا چاہتا ہے، تاکہ وسطی ایشیا کو اپنے زیرِ اثر لاسکے۔ اگرچہ خطے کو روس سے دور کرنے کی امریکی کوششیں آگے بڑھ رہی ہیں، لیکن وسطی ایشیائی ریاستوں کے اشرافیہ کے ایک بڑے حصے اور وہاں کے حکومتی اداروں میں اب بھی روسی اثر ورسوخ قائم ہے۔ اس کے علاوہ، روسی زبان اب بھی رابطے کا بنیادی ذریعہ ہے۔ مزید برآں، ہجرت پر انحصار اور دفاعی شعبے میں تعاون بھی اس کی وجوہات ہیں۔ البتہ تاجکستان اور قرغیزستان کے توانائی کے شعبے میں روس کا اثر ورسوخ رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔

جہاں تک چین کا تعلق ہے، تو وہ اپنے اقتصادی اور بنیادی ڈھانچے کے اثر ورسوخ کو مضبوط بنانے پر کام کر رہا ہے، اور باقاعدگی سے تجارت میں باہمی انحصار کی سطح کو بڑھا رہا ہے، قرضہ جات کی فراہمی میں توسیع کر رہا ہے، اور نقل وحمل اور توانائی کے شعبوں میں آگے بڑھ رہا ہے۔

لہٰذا، یہ توقع کی جاتی ہے کہ مستقبل میں وسطی ایشیا میں اثر ورسوخ کے حصول کے لیے استعماری قوتوں کا مقابلہ مزید بڑھے گا۔ بالخصوص وسائل کے حصول کی جنگ تیز ہونے کے سائے میں وسطی ایشیا کی اہمیت اور بھی بڑھ جائے گی۔ اس لیے، ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ ہم خطے کے سٹریٹیجک مقامات اور اپنی معدنی دولت کو ان قوتوں کی سازشوں کا اکھاڑا نہ بننے دیں، بلکہ اس کے برعکس، اللہ کے حکم کے مطابق، ہمیں متحد ہونا چاہیے اور "نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ" کی ریاست قائم کرنے کے لیے کام کرنا چاہیے، جو مسلمانوں کی ڈھال ہے، تا کہ استعماری کافروں کو ہمارے ممالک پر اپنا اثر ورسوخ پھیلانے، ہم پر تسلط قائم کرنے، ہمارے ارادے اور وسائل کو اپنے قبضے میں لینے اور ہماری دولت و مقدرات کو لوٹنے سے روکا جاسکے۔

# بحرانوں کی تند و تیز ہوائیں خطۂ کردستان کو جھنجھوڑ رہی ہیں تو پھر نجات اور خلاصی کی راہ کیا ہے؟

**تحریر: استاد ریان عیسیٰ–ولایہ عراق**

**(ترجمہ)**

پچھلے ۱۵ سال یا اس سے زائد عرصے سے عراق کا خطۂ کردستان ان مصنوعی بحرانوں کے بوجھ تلے سسک رہا ہے جنہیں یہاں کی پے در پے آنے والی حکومتیں خود کھڑا کرتی اور ان کا انتظام چلاتی ہیں؛ چنانچہ تنخواہوں کے دیرینہ بحران سے لے کر پانی، بجلی، مٹی کے تیل، گیس اور پٹرول کے بحرانوں تک، اور ان جیسے بے شمار دیگر بحرانوں نے اس خطے کے لوگوں کو زندگی کی پستیوں میں دھکیل دیا ہے اور دور دور تک حل کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ تو کیا یہ بات عقل میں آتی ہے کہ ہم سال ۲۰۲۶ میں جی رہے ہیں اور کردستان کے عوام کے قدموں تلے بے پناہ وسائل موجود ہیں، لیکن وہ اب بھی چند لیٹر پٹرول کے لیے مہنگی قیمتوں پر دستِ سوال دراز کیے ہوئے ہیں یا بجلی کے محض چند گھنٹوں کے لیے ترس رہے ہیں؟!

اور جب یہ بحران شدت اختیار کر جاتے ہیں، تو حکومت لوگوں کی جیبوں کی طرف لپکتی ہے، چنانچہ یہ حکومتیں پٹرول، مٹی کے تیل، گیس، بجلی اور پانی کے نرخوں اور جائیدادوں اور گاڑیوں کے رجسٹریشن کے واجبات میں اضافہ کر دیتی ہیں، اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اتنی تاخیر کرتی ہیں کہ یہ تاخیر پچاس تنخواہوں یا اس سے بھی بڑھ چکی ہے؛ اور اس طرح یہ یہاں وہاں اپنے نقصانات کا ازالہ کرنے کے لیے عوام سے زیادہ سے زیادہ پیسہ نچوڑتے ہیں!

جی ہاں، جب حکومتیں ٹیکس بٹورنے والی حکومتیں ہوں نہ کہ نگہبانی اور دیکھ بھال کرنے والی، اور وہ کھلم کھلا یہ اعلان کریں کہ ان کی حکومت ایک سیکولر سرمایہ دارانہ حکومت ہے اور ان کے قوانین ان وضعی (انسان کے بنائے ہوئے) قوانین پر مبنی ہیں جنہیں مغربی استعماری طاقتوں نے مسلم ممالک پر مسلط کیا تھا، تو پھر ہم عوام کے ساتھ برتاؤ میں زوال اور گراوٹ کے اس درجے کے سوا اور کیا توقع کر سکتے ہیں؟ یہاں تک کہ اب عوام یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ گویا ہم حکومت کے دشمن ہیں، اس کے اپنے بچے نہیں!!

اس خطے کے لوگوں کا حال ان پے در پے اور قحط سالی کی طرح مسلسل کئی سالوں سے جاری مصنوعی بحرانوں کی ہولناکی سے چیخ اٹھنے تک پہنچ چکا ہے، جنہوں نے انہیں بری طرح پیس کر رکھ دیا ہے، یہاں تک کہ بعض لوگوں کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ ٹی وی چینلوں کی اسکرینوں پر آ کر کہنے لگے: 'کاش ہم مر جائیں تاکہ ہمیں اس زندگی اور ان بحرانوں سے سکون مل جائے!' اور دوسروں نے کہا کہ اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان کی حکومتوں کے ساتھ ان کا یہ حال ہونا ہے، تو وہ اس بات کے لیے کبھی نہ لڑتے اور نہ مارے جاتے کہ اس خطے کے لوگ خود اپنے اوپر حکمران بن جائیں۔ لیکن حکومت نہ تو کچھ سنتی ہے، نہ دیکھتی ہے اور نہ ہی کوئی جواب دیتی ہے، لوگ کسی اور ہی وادی میں ہیں اور حکومت کسی بالکل الگ ہی دنیا میں مگن ہے؛ اقتدار اور دولت کی طاقت اور ان پر لوگوں کی خاموشی نے انہیں مدہوش کر دیا ہے۔

اے مسلمانو! بے شک جو شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستے سے دور ہو گیا اور آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی پر راضی ہو گیا اور اپنے دین اور عقیدے پر اپنی قوم، برادری اور حسب و نسب کو ترجیح دی، تو اس کی زندگی تنگ ہی ہو گی، جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تصدیق ہے: ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى * قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا * قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنسَى﴾ 'اور جس نے میری نصیحت سے منہ موڑا، تو اس کے لیے یقیناً تنگ زندگی ہو گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا؟ وہ فرمائے گا: اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئی تھیں تو تو نے انہیں بھلا دیا، اور اسی طرح آج تجھے بھی بھلا دیا جائے گا۔' (سورۃ طہ: آیت 124-126)

اے خطۂ کردستان کے بھائیو اور عزیز دوستو! جو اسلام میں عزم و ہمت، غیرت اور شجاعت کے غازیوں کا مسکن ہے؛ اے وہ لوگو جنہوں نے اپنے دین کی سربلندی اور اپنی امت کی عروج و سربلندی کے لیے اپنے بے مثال کارناموں اور قربانیوں کی تاریخ رقم کی، جس کی بدولت آپ لشکروں کی قیادت کرتے تھے اور مسلمان آپ کے پیچھے صف آرا ہوتے تھے جیسے صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی قیادت میں پوری امتِ مسلمہ پر یہ احسانِ عظیم فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی جائے اسریٰ (مسجدِ اقصیٰ) کو آزاد کرایا، اور آپ نے اس کے ذریعے نصرت، غلبہ (تمکین)، عزت اور فخر حاصل کیا جب اللہ نے آپ کو اس فتحِ مبین سے سرفراز فرمایا؛ اپنے اسی ماضی کے مبارک

طرزِ عمل کی طرف لوٹ آیئے اور اسلام کو، پورے کے پورے اسلام کو، اپنی زندگیوں میں دوبارہ نافذ کر دیجیے، کیونکہ صرف اسی کے ذریعے آپ کو عزت اور وقار حاصل ہو گا، اور اسی کے ذریعے آپ دنیا اور آخرت کی کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَاباً فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ**﴾ 'بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے، تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟' (سورۃ الأنبیاء: آیت 10)

# حزب التحریر / ولایہ سوڈان کے وفود معززین اور قبائلی سرداروں سے ملاقاتیں کر رہے ہیں

حزب التحریر / ولایہ سوڈان کے ایک وفد نے، ولایہ سوڈان میں حزب التحریر کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے چیئرمین استاد ناصر رضا محمد عثمان کی امارت میں، جبکہ ان کے ہمراہ حزب التحریر ولایہ سوڈان کے مجلس کے رکن استاد محمد مختار، اور حزب التحریر کے اراکین استاد منتصر کرار اور استاد محمد سراج شامل تھے، پیر 2026/08/03ء کو دو الگ الگ دورے کیے۔ پہلے دورے میں وفد نے کسلا شہر میں واقع ان کے گھر پر 'بنی عامر' قبیلے کے ناظر (قبائلی سردار)، ناظر علی ابراہیم دقلل سے ملاقات کی، اور ملاقات کے دوران استاد ناصر نے کافر استعمار کے اس خطرناک منصوبے میں پھنسنے کی سنگینی پر زور دیا جو قبائلی اور نسلی بنیادوں پر مسلح جتھے بنا کر ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے، اور یہ کہ اسلام کا منصوبہ یعنی 'نبوت کے نقشِ قدم پر خلافتِ راشدہ' ہی وہ واحد منصوبہ ہے جو امت کو اکٹھا کر سکتا ہے اور صفوں کو متحد کر سکتا ہے۔ ناظر دقلل نے استاد ناصر کی گفتگو کی تائید کرتے ہوئے کہا: "بے شک اسلام کا منصوبہ ہی وہ صحیح منصوبہ ہے جو لوگوں کو متحد کرتا ہے"۔

دوسرے دورے میں، وفد نے کسلا شہر میں واقع ان کے گھر پر 'الحلنقہ' کے ناظرِ عام انجینئر علی عبد القادر شکیلای سے ملاقات کی، اور ان کے ہمراہ ناظر کے قائم مقام عبد القادر سید احمد، شیخ حسن اسماعیل اور دیگر حضرات موجود تھے۔

استاد ناصر نے ان دنوں میدان میں رونما ہونے والے حالات، یعنی قبائل کو جمع کرنے اور متحرک کرنے پر گفتگو کی، جہاں اب ہر قبیلہ اپنے نوجوانوں کو پکار رہا ہے اور ہر قبیلے نے اپنی ایک مسلح تحریک بنالی ہے، اور یہ معاملہ دراصل استعمار کا منصوبہ ہے تاکہ لوگوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرے اور ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے تاکہ وہ ریاست کو کمزور اور بے وقعت حصوں میں تبدیل کر سکے۔

اور ناصر نے کہا کہ اس سازش سے نجات کی کوئی راہ نہیں ہے سوائے اسلام پر کاربند رہنے کے۔ اور وفد کے امیر نے ناظر کو اس بات پر ابھارا کہ وہ دین کی نصرۃ اور 'نبوت کے نقشِ قدم پر خلافتِ راشدہ' کے قیام کے لیے قبیلے کے کردار سے فائدہ اٹھائیں، جس کا وعدہ رب العزت نے کیا ہے اور جس کی بشارت رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، بالکل اسی طرح جیسے انصار نے اسلام کی نصرت کی تھی اور اللہ سبحانہ وتعالی نے ان کی تعریف فرمائی۔

ناظر نے استاد ناصر کے کلام کی تائید کی اور وفد کا تشریف لانے پر شکریہ ادا کیا اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ پھر ناظر کے نائب نے گفتگو کرتے ہوئے کہا: "ہم اس راستے پر آپ کے ساتھ ہیں"۔ اور مسجد کے امام شیخ نے بھی ان باتوں کی تعریف کی، نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا: "اللہ کی قسم! ہم دل سے چاہتے ہیں کہ یہ ریاست کل کے بجائے آج ہی قائم ہو جائے"۔

اسی طرح استاد ناصر رضا کی امارت میں ایک وفد نے، جس میں استاد محمد مختار اور حزب التحریر کے اراکین اساتذہ منتصر کرار، بلہ محمود، اور عبد الصمد الطیب شامل تھے، جمعہ 2026/8/7ء کو القضارف کے دیہی علاقے کے گاؤں 'عد الطینہ' میں واقع ان کے آبائی گھر پر 'المسلمیہ' کے ناظر شیخ محمد مصطفیٰ عبد الکریم مبارک سے ملاقات کی۔

استاد ناصر رضا نے ملک کی موجودہ صورتحال اور کافر استعمار کے ان منصوبوں کے بارے میں گفتگو کی جو ملک کے غدار بیٹوں کے ہاتھوں ملک کو پارہ پارہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں، جنہوں نے اس جنگ کو بھڑکایا ہے۔

پھر انہوں نے قبائل کو اکٹھا کرنے اور انہیں مسلح کرنے کے خلاف خبردار کیا اور کہا: یہ ملک کو تباہ کرنے اور اس کے بچے کھچے حصوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا نیا منصوبہ ہے۔

اور وفد کے امیر نے ان اولین قائدین کے کردار کا تذکرہ کیا جن کی اللہ نے تعریف کی ہے، اور جن کے کندھوں پر پہلی اسلامی ریاست یعنی نبی کریم ﷺ کی ریاست قائم ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا: آج ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے دین کی نصرت کرے تاکہ وہ جاہلیت کی موت سے بچ سکے۔

پھر ناظر نے گفتگو کی اور استاد ناصر کی باتوں کی تائید کرتے ہوئے کہا: "ایسی باتوں کا منبروں اور اجتماعات میں تذکرہ ہونا بہت ضروری ہے، اور یہ کہ صرف اسلام ہی ہمیں متحد کر سکتا ہے"۔

اسی طرح ہفتہ 2026/8/8ء کو، استاد ناصر رضا کی امارت میں ایک وفد نے، جس میں استاد محمد مختار اور پارٹی کے اراکین اساتذہ منتصر کرار اور عبد الصمد الطیب شامل تھے، القضارف شہر میں پارٹی کے دفتر میں 'بیت معلا' (بنی عامر قبیلے کی ایک شاخ) کے عمدۃ (سربراہ) شیخ حسب اللہ الطاہر سے ملاقات کی، اور ان کے ہمراہ محترم عمدۃ کے سیکرٹری استاد محمد حسین بھی موجود تھے۔

ملاقات کے آغاز میں استاد ناصر رضا نے سوڈان کی موجودہ صورتحال اور قبائل کو اکٹھا کرکے اور انہیں مسلح کرکے سوڈان کو تقسیم کرنے کے امریکی منصوبوں پر گفتگو کی جو اس کے ناپاک منصوبے کی خدمت کے لیے ہے، اور جس میں

کٹھ پتلی حکمران اس کی مدد کر رہے ہیں۔ ناصر نے عمدۃ کو ان قبائلی سرداروں کے مؤقف کی یاد دہانی کروائی جن کی اللہ نے اسلام کی نصرت اور اس کی عظیم الشان عمارت یعنی نبی کریم ﷺ کی ریاست قائم کرنے پر تعریف فرمائی تھی، اور یہ کہ آج قبائلی سرداروں پر لازم ہے کہ وہ اسلام کی نصرت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں تاکہ وہ جاہلیت کی موت کے گناہ سے بچ سکیں۔

پھر بیت معلا کے عمدۃ شیخ نے گفتگو کرتے ہوئے استاد ناصر رضا کی بات کی تصدیق کی اور کہا: "ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی پشت پناہی کریں گے"۔

اسی طرح اتوار 2026/8/9ء کو، استاد ناصر رضا کی امارت میں ایک وفد نے، جس میں استاد محمد مختار اور پارٹی کے اراکین اساتذہ منتصر کرار اور عبد الصمد الطیب شامل تھے، القصارف شہر میں واقع ان کے گھر پر 'الحباب' قبیلے کے ناظر شیخ محمد علی محمد سعید سے ملاقات کی۔

استاد ناصر نے سوڈان کی تقسیم کے منصوبے پر گفتگو کی، اور کہا کہ اس معاملے کا سب سے برا پہلو یہ ہے کہ انہوں نے بعض قبائل کا استحصال کیا ہے اور وہ انہیں مسلح کرنے پر کام کر رہے ہیں تاکہ وہ سوڈان کو تقسیم کرنے کے لیے 'ٹروجن ہارس' بنیں، جبکہ اصل بات یہ ہے کہ قبائل کا کام اسلام کی نصرت کرنا اور اس کی ریاست قائم کرنا ہے، بالکل اسی طرح جیسے اسلام کے آغاز میں قبائل نے کیا تھا جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نصرت کی اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی پہلی ریاست قائم کی، اور اب آپ کا فرض ہے کہ آپ اسلام کی نصرت کریں اور نبوت کے نقشِ قدم پر خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے کام کریں۔

پھر ناظر نے پارٹی کے کردار کو سراہتے ہوئے اور وفد کا تشریف لانے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: "جب تک آپ کا یہ طریقہ کار ہے، ہم تن من دھن سے آپ کے ساتھ ہیں"، اور انہوں نے اپنی گفتگو کا اختتام یہ کہتے ہوئے کیا: "مجھے اپنے ساتھ ایک اعزازی رکن تصور کریں"۔

# ہمارا آج کا حال تکلیف دہ اور افسوس ناک ہے اور اسے بدلنے کا راستہ بالکل واضح اور روشن ہے

اے امتِ اسلام! ہم نے گواہی دی ہے کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور وہی ہمارا پیدا کرنے والا، وجود بخشنے والا، صورتیں بنانے والا اور ہمیں رزق دینے والا ہے، اس نے ہمیں زندگی بخشی اور وہی ہمیں موت دے گا اور وہی ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ ہم اس سے ملاقات کریں اور اس کی اس جنت کو پالیں جس کا اس نے اپنے مومن، صالح اور مخلص بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے۔ پس ہماری اس گواہی کا تقاضا ہے کہ ہم اسے نافذ کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں تاکہ ہم اللہ کے ساتھ سچے ہو جائیں اور اللہ ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھائے۔

ہمارا آج کا حال انتہائی تکلیف دہ اور غم ناک ہے اور اسے تبدیل کرنے کا راستہ بالکل صاف اور نمایاں ہے، پس ہمیں ایک ایسے سیاسی وجود کے سائے میں اپنے عزو شرف اور عظمت کے سرچشمے کی طرف لوٹنا ہوگا جو ہمیں متحد کرے، ہمارے رب کی شریعت کے مطابق ہم پر حکومت کرے، اس کے احکام کو پھیلائے اور اس کے دین کا پرچم بلند کرے تاکہ ہم اپنے خالق کے ساتھ سچے ہو جائیں۔ ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم ایک ایسی ریاست کے سائے تلے متحد ہو جائیں جس پر ایک ایسا امام حکومت کرے جو اللہ کا خوف رکھتا ہو، اس کی تصدیق کرے، اور اس کے دین کو پھیلانے اور اس کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے کام کرے تاکہ اللہ کا کلمہ ہی بلند رہے اور کافروں کا کلمہ سرنگوں ہو جائے، اور حکومت و حاکمیت صرف اللہ ہی کی ہو۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے بیٹوں کو سرحدیں توڑنے، زنجیریں کاٹنے اور استعمار کے چنگل سے آزاد ہونے کے لیے ابھاریں۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے جو اس عظمت کے حصول کے لیے کام کرتے ہیں، اور ہم پاک پروردگار سے یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ ہمیں 'دوسری خلافتِ راشدہ کی ریاست' کی دوبارہ بحالی کے لیے کام کرنے والوں میں بنائے، جو امت کو اس کا کھویا ہوا جاہ و جلال اور مقام واپس دلائے گی، جس سے وہ اپنی اس بہترین امت والی حیثیت کو دوبارہ حاصل کرے گی جس نے اسے دوسری تمام امتوں پر ممتاز اور بلند کیا تھا۔ اے اللہ! اس امت کے افراد کے دلوں کو جوڑ دے، اور ان سے تفرقہ پیدا کرنے والے ہر سبب کو دور فرما، اور انہیں اپنے اس دین کی طرف بہترین طریقے سے لوٹا دے جسے تو نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے۔

# آل سعود کی مملکت کی قیادت میں ایک مشکوک اتحاد

سعودی عرب نے 13 دیگر ممالک کی شرکت کے ساتھ اپنی قیادت میں ایک کثیر القومی دفاعی بحری اتحاد قائم کرنے کا اعلان کیا ہے، یہ ایک ایسا قدم ہے جس کے بارے میں اس کا کہنا ہے کہ اس کا مقصد بحیرہ احمر، باب المندب اور خلیجِ عدن میں بڑھتے ہوئے خطرات سے بین الاقوامی جہاز رانی، تجارتی راستوں اور توانائی کی فراہمی کا تحفظ کرنا ہے، اور یہ اقدام ایران کی حلیف حوثی جماعت کے ان حملوں کے بعد سامنے آیا ہے جنہوں نے دنیا کے مصروف ترین تجارتی راستوں میں سے ایک کو درہم برہم کر دیا ہے۔

**الرایہ:** اس کارروائی پر گہری نظر رکھنے والا شخص بخوبی جانتا ہے کہ اس کا اصل مقصد مغربی کافر استعمار کی معیشت کا تحفظ اور ان تک تیل کی بلا تعطل رسائی کو یقینی بنانا ہے، اور وہ بھی خود تیل کے اصل مالکان یعنی مسلمانوں کے خرچے پر، اور ان کے کٹھ پتلی وغدار حکمرانوں کے ہاتھوں جو کافروں کی معیشت کے پہیے کو چلانے کے لیے خام مال کی رسائی کو یقینی بنا رہے ہیں جو ہر جگہ امت کو کچل رہے ہیں!

بے شک بین الاقوامی اتحاد امن اور دوسرے ممالک کے لیے خطرہ ہیں، اور عالمی منظر نامے پر ایک بہت بڑی برائی اور فساد کو جنم دیتے ہیں۔ امریکہ نے بنیادی طور پر اپنے مفادات کے حصول کے لیے 1991ء میں عراق کے خلاف، 2001ء میں افغانستان کے خلاف، اور 2003ء میں دوبارہ عراق کے خلاف بین الاقوامی فوجی اتحادوں کی قیادت کی تھی۔ لہٰذا ان اقوام اور ممالک میں بین الاقوامی اتحادوں کے اس غلط تصور کو تبدیل کرنا ناگزیر ہے جو اس نظریے پر یقین رکھتے ہیں۔